Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۱۱ — ۲۶ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۳ھ — ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل — ۵ نومبر سنہ ۱۹۳۴ء — جلد ۳۳

فہرست مضامین

ضرورة الامام ۔ اس صدی کا مجدد کون ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت — ۴۱۳ / ۴۳۰

اسلامی پردہ — ۴۳۱ / ۴۳۶

القول الجزم فی مسئلة الرجم — ۴۳۷ / ۴۴۵ — مولانا "ابن عمر"

المقتبسات والملتقطات — ۴۴۵ / ۴۵۲

چندہ سالانہ اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپے آٹھ آنے

چندہ سالانہ بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف کا سفارش نامہ

برائے توسیع اشاعت رسالہ اردو ریویو آف ریلیجنز

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ریویو اردو کے بارہ میں ایڈیٹر صاحب نے مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں اس کے متعلق احباب سے تحریک کروں کہ اس کی اشاعت کی توسیع کیلئے کوشش کیجائے۔ صحیح اور حقیقی کوشش جو کسی اخبار یا رسالہ کی توسیع اشاعت کیلئے کیجا سکتی ہے۔ وہ تو خود ایڈیٹر صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی یہ کہ وہ رسالہ میں ایسی ظاہری اور باطنی خوبیاں جمع کردیں کہ وہ خود بخود لوگوں کی توجہ کا جاذب بنجائے۔ لیکن چونکہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے خاص تحریک ہوئی تھی۔ اس لئے میں بھی اس تحریک میں شامل ہوکر احباب سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس رسالے کو دوسرے رسالہ جات یا اخباروں کی طرح نہ سمجھیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت اس کی اشاعت کیلئے خاص طور پر کوشش کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔ کیونکہ توسیع میں حصہ لینا صرف ایک مفید لٹریچر کی اشاعت ہی نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل بھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اشاعت کے بڑھنے سے اس کی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں بھی اضافہ کی صورت ہوجائیگی اور ایڈیٹر صاحب اس کی طرف زیادہ توجہ دیکر اسے اس تعریف کا حقدار بنانیکی کوشش کرینگے۔ جن کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے خاص تحریک فرمائی تھی۔ فقط والسلام ۲۴-۶-۳۴ مرزا بشیر احمد ناظر تالیف و تصنیف

نوٹ ضروری:۔ حضرت ناظر صاحب تالیف و تصنیف کی سفارش کے احترام میں ہر مقام کی جماعتوں کے معتمدین مہربانی فرماکر رسالہ اردو کیلئے خاص تحریک فرمائیں اور جسقدر خریدار مہیا ہوسکیں ان سے ہمیں براہ راست اطلاع دیں ایسے اصحاب کے نام خاص طور پر شکریہ کے ساتھ شائع کیئے جائینگے۔ اگر ہر جماعت سے دو چار پُرجوش دوست کھڑے ہوجائیں اور عزم بالجزم کرلیں کہ دس دس نئے خریدار پیدا کرکے دینگے تو اللہ تعالیٰ ضرور حامی و ناصر ہوگا

واللہ الموفق ۔ (خاکسار ایڈیٹر اردو ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان)

219

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضرورت الامام

(مسلمانوں کے مسلّمہ عالم سیّد سلیمان صاحب ندوی نے ایک مضمون لکھا ہے جس کا کچھ اقتباس درج ذیل ہے:۔ (ایڈیٹر))

وقت کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی تمام قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کریں۔ ہمارے خیالات و اعمال میں جو ایک طوائف الملوکی پیدا ہے وہ دُور ہو، حالت یہ ہے کہ ہم کو مذہبی، تعلیمی، سیاسی، اقتصادی، اصلاحی، تبلیغی ہر قسم کی ضرورتیں ہیں۔ اور ان ضرورتوں کے لئے ہم نے الگ الگ انجمنیں قائم کر لی ہیں۔ جن میں روزانہ تصادم رہتا ہے اور ہر ایک کمئی سرمایہ سے نالاں ہے، اور ہر ایک اپنی مرکزیت کے لئے کوشاں ہے × × × × ہم کو ضرورت ہے کہ ہم پھر اپنی ملّت و قومیّت اور تنظیم کی بنیاد اپنی سیزدہ صد سالہ بنیاد پر قائم کریں اور اصلی جماعت اسلامیہ بنیں تاکہ ہم دشمنوں کے مقابلہ میں قُوّت ثبوت دے سکیں۔ × × × × × × × × ہندوستان میں اب اور اب سے زیادہ آیندہ مسلمانوں کو اپنی بقا کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک امارت شرعی کے ماتحت اپنے کو منظّم کریں × × × × کوئی وجہ نہیں کہ ہم ہندوستان میں ایک صاحب لیاقت قائم کے ہاتھ پر بیعت نہ کر سکیں اسکے لئے باقاعدہ بوریہ نشین عالم ہونے کی ضرورت نہیں صرف اس کے دل کو اسلام سے آشنا ہونے کی حاجت ہے اس کے لئے اپنے مذہب اور مذہبی احکام سے ایک حد تک واقف ہونے کی ضرورت ہے اس قائم کے ماتحت ایک منتخب مجلس شوریٰ ہو، اس کے ماتحت تعلیم و تبلیغ، تالیف و اشاعت، سیاست و اصلاحات، غیر ملکی تعلقات، مالیات کے مختلف شعبے ہوں، ہر ایک شعبہ کا ایک ایک علیحدہ مدیر و ناظم ہو، تمامی محاصل و زکوٰۃ ایک جگہ جمع ہو کر ضروریات پر تقسیم ہوں اور اسی اصول پر صوبوں کی امارتیں ہوں، اور ان کے ماتحت اضلاع کی علیٰ ہذا القیاس، اسی کے ماتحت نکاح و طلاق و وراثت وغیرہ کے محکمے ہوں دار الافتا ہوں جہاں سے جدید ضروریات کے متعلق فتوے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیر خواہی اور آپ کی بھلائی کی تڑپ بھی میرے جذبات میں ایک تلاطم پیدا کر رہی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ مَیں آپ کو دھوکا دینے کیلئے یہ سطور نہیں لکھ رہا۔ نہ آپ کو شرمندہ کرنے کیلئے لکھ رہا ہوں۔ اور نہ آپ پر اپنی بڑائی جتانے کیلئے لکھ رہا ہوں۔ بلکہ میرا پیدا کرنیوالا اور میرا مالک جس کے سامنے مَیں نے مر کر پیش ہونا ہے اس امر کا شاہد ہے۔ کہ مَیں آپکی بہتری اور بہبودی کیلئے یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ اور سوائے آپکو ہلاکت سے بچانے کے میری اور کوئی غرض نہیں۔ اور اس لئے آپ سے بھی خواہش کرتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دل سے اس امر پر غور کریں۔ کہ کیا یہ تینوں باتیں جو مذہب و جماعت کی ترقی کیلئے ضروری ہوتی ہیں۔ دوسرے مسلمانوں میں موجود ہیں؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر آپ غور کریں کہ مَیں جو آپ کو کامیابی کی راہ کی طرف بلاتا ہوں آپ کا دوست ہوں یا وہ لوگ جو آپکو اس سے روکتے ہیں۔ وہ آپکے دوست ہیں مَیں آپکو تفصیل میں ڈالنا پسند نہیں کرتا اور ایک مختصر مضمون میں تفصیل بیان بھی نہیں کی جا سکتی۔ مگر مَیں اعتقادات میں سے صرف ایک اعتقاد کو لے لیتا ہوں۔ اور وہ وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا عقیدہ ہے +

وفات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعویٰ کیا۔ اسوقت سب مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آیندہ کسی وقت دنیا میں تشریف لائینگے۔ اور کافروں کو قتل کر کے اسلامی حکومت قائم کرینگے ہر تعلیم یافتہ آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ خواہ غلط ہو خواہ صحیح قوم کے خیالات اور اعمال پر کیسے گہرے اثر ڈال سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ ایسا ہی ہوا بھی +

جب حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے یہ اعلان کیا۔ کہ یہ عقیدہ نہایت خطرناک ہے۔ اسوقت صرف سرسید اور ان کے ہمنوا وفات مسیحؑ کے قائل تھے۔ مگر اسوجہ سے نہیں۔ کہ مسیحؑ کا زندہ آسمان پر جانا قرآن کریم کے خلاف ہے۔ بلکہ اس لئے کہ یہ امر قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ اور چونکہ سرسید قانون قدرت کے خلاف جسے وہ معلومہ سائنس کے مترادف خیال کرتے تھے۔ کوئی فعل جائز نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس عقیدہ کا بھی انکار کیا۔ لیکن یہ ظاہر ہے۔ کہ مذہب سے لگاؤ رکھنے والوں کیلئے یہ دلیل تسلی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو صرف اسی کے ارادہ کی حد بندیوں میں رکھنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اور انسان کے محدود تجربہ کو قانون قدرت کا عظیم الشان نام دینے کو تیار نہیں ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے اس دعویٰ کو پیش کیا۔ تو سب فرقوں کی طرف سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا

224
Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا۔ اور آپؑ کو معجزات کا منکر اور نبوت کا منکر اور قدرت الٰہی کا منکر اور مسیح ناصریؑ کی ہتک کرنے والا اور نہ معلوم کیا کیا کچھ قرار دیا گیا۔ اس واقعہ کو صرف ۴۷ سال کا عرصہ ہوا۔ اور ان تماشوں کو دیکھنے والے لاکھوں آدمی اب بھی موجود ہیں۔ ان سے دریافت کریں۔ اگر آپ اسوقت پیدا نہ ہوئے تھے۔ یا بچے تھے اور پھر سوچیں۔ کہ مسلمانوں کے دل پر اس عقیدہ کا کتنا گہرا اثر تھا۔ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کے اعلان وفاتِ مسیحؑ سے وہ یوں معلوم کرتے تھے۔ کہ گویا ان کا آخری سہارا چھین لیا گیا۔ لیکن آپؑ نے اس مخالفت کی پروا نہ کی۔ اور برابر قرآن کریم حدیث اور عقل سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرتے چلے گئے ؛

وفاتِ مسیحؑ کا ثبوت

آپؑ نے ثابت کیا۔ کہ (۱) قرآن کریم کی نصوص صریحہ مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ قرار دیتی ہیں۔ مثلاً وہ مکالمہ جو قیامت کے دن حضرت مسیحؑ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوگا۔ اور جس کا ذکر قرآن کریم کی سورۂ مائدہ میں ہے۔ صاف بتاتا ہے۔ کہ مسیحی لوگ حضرت مسیحؑ کی وفات سے پہلے مشرک نہیں بنے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھا جائے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ عیسائی لوگ ابھی حق پر ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوئی ؛

(۲) احادیث میں صریح طور پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ہمارے آقا سیّدِ دو جہاںؐ سے دوگنی تھی۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ سمجھا جائے۔ تو حضرت عیسیٰؑ کی عمر اسوقت تک بھی انیس گنے تک پہنچ جاتی ہے۔ اور نہ معلوم آئندہ کس قدر فرق پڑتا چلا جائے ؛

(۳) اگر حضرت مسیح علیہ السلام واپس تشریف لائیں۔ تو اس سے ختم رسالت کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے نبوت کا مقام پا چکے تھے۔ اور آپؑ کا پھر دوبارہ آنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت ختم ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے دنیا آخری استفادہ حاصل کرے گی ؛

(۴) اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ حضرت مسیحؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونگے۔ تو اس میں حضرت مسیحؑ کی ہتک ہے۔ کہ وہ نبوتِ مستقلہ کے مقام سے نزول ہو کر ایک امتی کی حیثیت سے نازل کئے جائینگے ؛

(۵) اسی عقیدہ سے امتِ محمدیہ کی بھی ہتک ہے۔ کہ پہلی امتیں تو اپنے اپنے زمانہ میں اپنے قومی فسادوں کو دور کرنے کیلئے ایسے آدمی پیدا کر سکیں۔ جنہوں نے ان مفاسد کو دور کیا۔ لیکن امتِ محمدیہ پہلے ہی صدمہ ایسی ناکارہ ثابت ہوگی۔ کہ اسے اپنی امداد کیلئے باہر کی مدد کی ضرورت پیش آئے گی ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶) اس عقیدہ سے عیسائی مذہب کو بہت تقویت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ مسیحی مسلمانوں کو یہ کہکر گمراہ کرتے ہیں۔ کہ تمھارا رسولؐ فوت ہو چکا ہے۔ ہمارا مسیح زندہ ہے۔ اور جب تمھارے رسولؐ کی اُمّت گمراہ ہو جائیگی۔ اسوقت ہمارا مسیح تمھارے عقیدہ کے رُو سے ان کے بچاؤ کیلئے آسمان سے نازل ہوگا اب بتاؤ زندہ اچھا ہوتا ہے۔ یا مُردہ۔ اور مدد مانگنے والا بڑا ہوتا ہے۔ یا مدد دینے والا۔ جبکہ مدد مانگنے والے کا اس پر کوئی احسان نہ ہو ۔

(۷) اس عقیدہ سے مسلمانوں کی قوّت عملیہ جاتی رہی ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم کو خیال ہو جائے۔ کہ بجائے انتہائی قربانیوں سے اپنی حالت بدلنے کے اسے خود بخود کسی بیرونی مدد سے ترقی تک پہنچا دیا جائیگا۔ تو اس کی عزیمت کمزور ہو جاتی ہے اور اس کے عمل میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا اثر مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں پایا جاتا ہے ۔

عظیم الشان خدمتِ اسلام

یہ صرف چند مثالیں ہیں۔ ورنہ دلائل کا ایک ذخیرہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے پیش کیا لیکن مسلمانوں نے ان دلائل پر کان نہ دھرا۔ اور اپنی مخالفت میں بڑھتے چلے گئے۔ اب اے دوستو! آپ خود ہی غور کریں۔ کہ کیا اوپر کے دلائل ایسے نہیں۔ کہ جنہیں سُنکر ہر دردمند کا دل اسلام کے درد سے بھر جاتا ہے۔ اور وہ اس عقیدہ کی شناعت اور بُرائی سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ آپ سوچ سکتے ہیں۔ کہ گو یہ عقیدہ بظاہر معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن اسلام اور مسلمانوں کیلئے اس میں کسقدر زہر بھرا ہوا ہے۔ پس اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جسقدر بھی زور دیا درست تھا۔ اور آپ کی یہ خدمت اسلام کی عظیم الشان خدمت تھی۔ اور مسلمانوں پر احسان ۔

مسلمانوں پر اثر

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں پر اس کا اثر کیا ہوا۔ سو آپ کو معلوم ہو۔ کہ یا تو ہر مسلمان وفات مسیحؑ کے عقیدہ کیوجہ سے حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتا تھا۔ یا اب اکثر تعلیم یافتہ طبقہ حضرت مسیح ناصریؑ کو وفات یافتہ کہتا ہے۔ اور کفر کا فتویٰ لگانیوالے علماء اس مسئلہ پر بحث کرنے سے کترانے لگ گئے ہیں۔ اور یہ کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ یہ مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں۔ ہمیں اس سے کیا۔ کہ عیسیٰ مر گیا۔ یا زندہ ہے۔ لیکن اے دوستو! یہ جواب درست نہیں۔ جس طرح پہلے انہوں نے غلطی کی تھی۔ اب بھی وہ غلطی کرتے ہیں۔ جبکہ یہ ثابت ہے۔ کہ حیات مسیحؑ کے عقیدہ سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور یہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ اور اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ تو

225

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر یہ کہنا۔ کہ ہمیں کیا مسیح زندہ ہیں یا مر گئے۔ پہلی بیوقوفی سے کم بیوقوفی نہیں۔ کیونکہ اس کے معنے تو یہ بنتے ہیں کہ ہمیں اس سے کیا۔ کہ قرآن کریم کے خلاف کوئی بات کہی جاتی ہے ہمیں اس سے کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ ہمیں اس سے کیا۔ کہ اسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر بہرحال اس تغیر مقام سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ دل اس عقیدہ کی غلطی کو تسلیم کر چکے ہیں۔ گو ضد اور ہٹ صفائی سے کے ساتھ اس کے تسلیم کرنے میں روک بن رہی ہے۔ مگر کیا وہ لوگ اسلام کے لیڈر کہلا سکتے ہیں۔ جو صرف اس لئے ایک ایسے عقیدہ پر پردہ ڈال رہے ہوں۔ جو اسلام کیلئے مضر ہے۔ کہ اسے رد کرنے سے لوگوں پر یہ کھل جائیگا۔ کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت میں غلطی کی تھی ؞

علماء کی شکست

بہرحال علماء جو رویہ چاہیں اختیار کریں۔ ہر اک مسلمان پر اب یہ امر واضح ہوگیا ہے۔ کہ عقائد کی جنگ میں دوسرے علماء مرزا صاحب علیہ السّلام کے مقابل پر سخت شکست کھا چکے ہیں۔ اور وہ مسئلہ جسکے بیان کرنے پر علماء نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ آج اکثر مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں قائم ہو چکا ہے اور یہ پہلی شہادت مرزا صاحبؑ کی صداقت کی ہے ؞

درستیٔ عمل کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی کوشش

دوسری چیز جس سے انسان کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ درستیٔ عمل ہے۔ اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوششوں میں سے میں ایک کوشش کو بطور نمونہ پیش کرتا ہوں ؞

جسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دعویٰ کیا۔ مسلمانوں کی عملی سستی اور بیچارگی حد سے بڑھی ہوئی تھی عوام الناس کی قوتیں مفلوج ہو رہی تھیں۔ اور خواص عیسائیت کے حملہ سے بچنے کیلئے اس کی طرف صُلح کا ہاتھ بڑھا رہے تھے اسلام کے خادم اپالوجسٹس کی صفوں میں کھڑے ان اسلامی عقائد کیلئے جنہیں یوروپ ناقابل قبول سمجھتا تھا۔ معذرتیں پیش کر رہے تھے۔ اسوقت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے ان طریقوں کے خلاف احتجاج کیا۔ اسوقت انہوں نے اپنی تنہا آواز کو دلیرانہ بلند کیا۔ کہ اسلام کو معذرتوں کی ضرورت نہیں اس کا ہر حکم حکمتوں سے پُر اور اس کا ہر ارشاد صداقتوں سے معمور ہے۔ اگر یورپ کو اس کی خوبی نظر نہیں آتی تو یا وہ اندھا ہے۔ یا ہم شمع اس کے قریب نہیں لیگئے۔ پس اسلام کی حفاظت کا ذریعہ معذرتیں نہیں۔ بلکہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو یورپ تک پہنچانا ہے ؞

جہاد کا حکم

اسوقت جبکہ یورپ کے اسلام کا خیال بھی نہیں آ سکتا تھا۔ انہوں نے انگریزی میں اپنے مضامین ترجمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کراکے یورپ میں تقسیم کرائے اور جب خدا تعالیٰ نے آپؑ کو جماعت عطا فرمائی۔ تو آپؑ نے انہیں ہدایت کی۔ کہ جہاد اسلام کا ایک اہم جزو ہے۔ اور جہاد کسی وقت چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جس طرح نماز روزہ حج زکوٰۃ اسلام کے ایسے احکام ہیں کہ جن پر عمل کرنا ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ اسی طرح جہاد بھی ایسے اعمال میں سے ہے۔ جس پر ہر زمانہ میں عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اسی غرض کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کی دو صورتیں مقرر کی ہیں۔ ایک جنگ کے ایام کیلئے اور ایک صلح کے ایام کیلئے۔ جب مسلمانوں پر کوئی قوم اسوجہ سے حملہ آور ہو۔ کہ کیوں انہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور انہیں بزور اسلام سے منحرف کرنا چاہے۔ جیسا کہ مکہ کے لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا۔ تو اسوقت ان کیلئے یہ حکم ہے۔ کہ تلوار کا مقابلہ تلوار سے کریں۔ اور جب غیر مسلم لوگ تلوار کے ذریعے سے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے نہ روکیں۔ تو اسوقت بھی جہاد کا سلسلہ ختم نہیں ہو جاتا۔ اسوقت دلیل اور تبلیغ کی تلوار چلانے کا مسلمانوں کو حکم ہے۔ تا کہ اسلام جس طرح جنگ کے ایام میں ترقی کرے صلح کے ایام میں بھی ترقی کرے۔ اور دونوں زمانے اس کی روشنی کے پھیلانے کا موجب ہوں۔ اور مسلمانوں کی قوت عملیہ کمزور نہ ہو۔

یاد رہے۔ کہ اس جہاد کا ثبوت قرآن کریم میں بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے قرآن کریم کے متعلق فرماتا ہے۔ فلا تطع الکافرین و جاھدھم بہٖ جہاداً کبیرا۔ (فرقان ع۵) یعنی کفار کی باتوں کو مت مان۔ بلکہ قرآن کریم کے ذریعہ سے ان سے جہاد کبیر کرتا چلا جا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں پر فتح پالے۔

مخالفین کا بہتان

افسوس کہ مسلمانوں کی عملی طاقتیں چونکہ ماری گئی تھیں۔ ان کے لیڈروں نے اس مسئلہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اور چونکہ وہ کام نہ کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ اقرار بھی نہ کرنا چاہتے تھے۔ کہ وہ کام سے جی چراتے ہیں۔ انہوں نے یہ عجیب چال چلی کہ لوگوں میں شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ جہاد کے منکر ہیں حالانکہ یہ سراسر بہتان اور جھوٹ تھا۔ بانیٔ سلسلہ جہاد کے منکر نہ تھے۔ بلکہ ان کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ جہاد باقی ارکان اسلام کی طرح ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ اور چونکہ تلوار کا جہاد ہر زمانہ میں نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ جماعت کا سست ہو جانا اسکی ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کی دو قسمیں مقرر کی ہیں۔ جب تلوار سے اسلام پر حملہ ہو۔ تلوار کا جہاد فرض ہے۔ اور جب لوہے کی تلوار کا حملہ ختم ہو۔ تو قرآن کریم کی تلوار لیکر کافروں پر حملہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ غرض جہاد کسی وقت چھوڑا نہیں جا سکتا۔ کبھی مسلمانوں کو تلوار کے ذریعہ جہاد کرنا پڑیگا۔ اور کبھی قرآن کے ذریعہ سے وہ جہاد کو کسی وقت بھی چھوڑ نہیں سکتے۔

مسلمانوں کی حالت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض یہ عجیب اور پُر لطف جنگ تھی۔ کہ جو شخص جہاد کیلئے مسلمانوں کو بُلا رہا تھا۔ اور جہاد کو ہر زمانہ میں فرض قرار دے رہا تھا۔ اسے جہاد کا منکر کہا جاتا تھا۔ اور جو لوگ تلوار اُٹھاتے تھے۔ نہ قرآن کریم کا جہاد کر رہے تھے۔ انہیں جہاد کا ماننے والا قرار دیا جاتا تھا۔ مگر ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس جنگ سے سلسلہ احمدیہ کے راستہ میں روکیں تو پیدا کیجا سکتی تھیں۔ مگر اسلام کو کیا فائدہ تھا؟ اسلام حضرت زین العابدین کی طرح میدان کربلا میں بے یار و مددگار پڑا تھا۔ مسلمان علماء جہاد کی تائید کا دعویٰ کرتے ہوئے اسلام کیلئے جہاد کرنیوالوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اور دشمنانِ اسلام کیلئے انہوں نے میدان خالی چھوڑ رکھا تھا ؎

جماعت احمدیہ کی کامیابی

شائد کوئی یہ کہے کہ دوسرے مسلمان بھی تو تبلیغ کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ جہاد امام کے پیچھے ہوتا ہے۔ بغیر امام کے نہیں۔ اور مسلمان اسوقت کسی امام کے ہاتھ پر جمع نہیں۔ پس انکی تبلیغ تو بھاگی ہوئی فوج کے افراد کی منفردانہ جنگ ہے کبھی اس طرح فتح حاصل نہیں ہوتی۔ فتح تو منظم فوج کو ہوتی ہے۔ جس کا افسر سب امور پر غور کرکے مناسب مقامات حملے کیلئے خود تجویز کرتا۔ اور عقل اور غور سے جنگ کے محاذ کو قائم کرتا ہے۔ پس بعض افراد کی منفردانہ کوششیں جہاد نہیں کہلا سکتیں۔ آج اسقدر لمبے عرصہ کے تجربہ کے بعد سب دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ عملی پروگرام جو بانئ سلسلہ نے قائم کیا تھا۔ وہی درست ہے۔ پچاس سال کے شور کے بعد مسلمان تلوار کا جہاد آجتک نہیں کر سکے۔ کفر کا فتویٰ لگانے والے مولویوں میں کسی کو آجتک تلوار پکڑنے کی توفیق نہیں ملی۔ قرآن کریم کے ذریعہ جہاد کرنیوالے احمدیوں کو خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں فتح دی ہے۔ وہ لاکھوں آدمی ان مولویوں کی مخالفت کے باوجود چھین کر لیگئے ہیں۔ اور یورپ اور امریکہ اور افریقہ میں ہزارہا آدمیوں کو جو پہلے ہمارے آقا اور مولیٰ کو گالیاں دیتے تھے۔ حلقہ بگوشانِ اسلام میں شامل کر چکے ہیں۔ اور وہ جو پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے۔ آج ان پر درود بھیج رہے ہیں ؎

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ تنظیم کا نتیجہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ تنظیم کیوں پیدا ہوئی۔ اور کیوں دوسروں سے تنظیم کی توفیق چھین لی گئی۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ قوّت عملیہ پیدا کرنیکا صحیح نسخہ استعمال نہیں کیا گیا۔ جس فوج کو مشق نہ کرائی جائے۔ وہ وقت پر لڑ نہیں سکتی۔ جس قوم کو ہر وقت جہاد میں نہ لگایا جائے۔ وہ خاص مواقع پر بھی جہاد نہیں کر سکتی۔ پس اس معاملہ میں بھی فتح حضرت مسیح موعودؑ کو حاصل ہوئی۔ اور ثابت ہو گیا۔ کہ جس نکتہ تک آپؑ کا دماغ پہنچا۔ دوسروں کا نہیں پہنچا۔ دُنیا نے آپؑ کا مقابلہ کیا۔ اور شکست کھائی۔ آپؑ نے دنیا کے چیلنج کو قبول کیا۔ اور فتح حاصل کی ؎

انسانی زندگی کا نقطۂ مرکزی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسرا ذریعہ انسانی کامیابی کا محرک صحیح کا میسر آنا ہے۔ بانیٔ سلسلہ کے دعویٰ کے وقت محرک کے بارہ میں بھی آپ میں اور دوسرے علماء میں اختلاف ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی جماعت کے سامنے یہ حقیقت پیش کی کہ انسانی زندگی کا نقطۂ مرکزی محبت الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندہ کا تعلق محبت کا ہے۔ سزا تابع ہے انعام اور بخشش کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتدا بھی رحمت سے کی جاتی ہے۔ اور انتہاء بھی رحمت سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندہ کو عبودیت اور بخشش کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور ہر بندہ کو یہ چیز نصیب ہو کر رہیگی۔ یہ جذبۂ محبت پیدا کر کے آپ نے اپنی جماعت کے دلوں میں عمل کا یہ محرک پیدا کر دیا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کے ہم پر اسقدر احسانات ہیں۔ تو ہمیں بھی اس کے جواب میں بطور اظہار شکر یہ اس مقصود کو پورا کرنا چاہیئے جس کیلئے اس نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اس محبت الٰہی کے جذبہ نے انہیں تمام انعامات اور تمام دیگر خواہشات سے مستغنی کر دیا ہے۔ وہ عہدوں اور جزاء کے امیدوار نہیں۔ وہ سب ماضی کو دیکھتے ہیں۔ اور آئندہ کیلئے خدا تعالیٰ سے سودا نہیں کرنا چاہتے۔ اس محرک کے متعلق بھی علماء نے اختلاف کیا۔ وہ محبت کے جذبہ کو کچلنے میں لطف محسوس کرتے تھے۔ انہیں اس امر کا شوق تھا۔ کہ دنیا کے سب بزرگوں کو جن کا نام قرآن کریم میں مذکور نہیں جھوٹا اور فریبی کہیں انہیں شوق تھا۔ کہ وہ اپنے اور یہود کے سوا سب کو جہنم میں دھکیل دیں۔ وہ اس امر میں مسرت حاصل کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ جہنم میں دھکیل کر وہ پھر کسی کو باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ انہیں محبت الٰہی کے لفظ پر اعتراض نہ تھا۔ لیکن وہ محبت پیدا کرنیکے سب ذرائع کو مٹا دینا چاہتے تھے۔ وہ خدا تعالیٰ کو ایک بھیانک شکل میں پیش کر کے کہتے تھے۔ کہ ہمارا یہ خدا ہے۔ اب جو چاہے اس سے محبت کرے۔ مگر کون اس خدا سے محبت کر سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کیلئے محرک حقیقی کوئی باقی نہ رہا تھا۔ چند عارضی قومی جھگڑے انہیں کبھی عمل کی طرف مائل کر دیں تو کر دیں۔ لیکن مستقل آگ ہمیشہ رہنے والی جلن انہیں نصیب نہ تھی۔ مگر دیدنا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے باوجود کفر کے فتووں کے اس بات کا اعلان کیا۔ کہ سب قوموں میں نبی گذرے ہیں۔ راستباز ظاہر ہوئے ہیں۔ اور جس طرح موسیٰ علیہ السّلام اور مسیح علیہ السّلام خدا کے برگزیدہ تھے۔ کرشنؑ۔ رامچندرؑ۔ بدھؑ۔ زرتشتؑ بھی خدا کے برگزیدہ تھے۔ اس نے ہمیشہ محبت اور بخشش کا ہاتھ لوگوں کی طرف بڑھایا۔ اور آئندہ بڑھاتا رہیگا۔ نیز یہ کہ جس طرح وہ ماضی میں بخشش کا ہاتھ بلند کرتا رہا ہے۔ آئندہ بھی وہ ایسا ہی کریگا۔ اور دائمی دوزخ کسی کو نہ ملیگی۔ سب بندے آخر بخشے جائینگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سزا بطور علاج ہوتی ہے۔ نہ بطور ایذا اور تکلیف دہی کے۔ آہ! علماء کا وہ غصّہ دیکھنے کے قابل تھا۔ جب انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے یہ الفاظ سُنے۔ جس طرح سارے دن کی محنت کے بعد شکار پکڑنیوالے چڑی مار کی چڑیاں کوئی چھوڑ دے تو وہ غصّہ میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علماء کے چہرے غصّہ سے سُرخ ہو گئے۔ اور یُوں معلوم ہُوا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسے ان کے پکڑے ہوئے شکار حضرت مرزا صاحبؑ نے چھوڑ دیئے۔ مگر بانیٔ سلسلہ نے ان امور کی پروا نہیں کی۔ انہوں نے خود گالیاں سُنیں۔ اور ایذائیں برداشت کیں۔ لیکن خدا تعالیٰ سے محبت کرنے کا رستہ کھولدیا۔ اور اعمال مستقلہ کیلئے ایک محرک پیدا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ جماعت احمدیہ کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت کی وہ آگ پیدا ہو گئی۔ جو انہیں رات دن بندوں کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچ کر لانے پر مجبور کر رہی ہے ✦

خدا تعالیٰ کا عشق

عشق آہ کیسا پیارا لفظ ہے۔ یہ عشق کی آگ ہمارے دلوں میں حضرت مرزا صاحبؑ نے پیدا کر دی۔ عشق زبردستی نہیں پیدا ہوتا۔ عشق حُسن سے پیدا ہوتا ہے۔ یا احسان سے ہم ایک حسین یا محسن کو بدنما صورت میں ظاہر کر کے عشق نہیں پیدا کر سکتے۔ عشق حسن و احسان سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور مرزا صاحبؑ نے ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کو جس صورت میں پیش کیا۔ وہ حقیقی حُسن اور کامل احسان کو ظاہر کرنیوالا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ وہ دنیا کے سامنے موجود ہے۔ ہم دیوانے ہیں خدا تعالیٰ کے ہم مجنون ہیں۔ اس حُسن کی کان کے۔ فریفتہ ہیں۔ اس احسانوں کے منبع کے۔ اسکی رحمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اسکی بخششوں کی کوئی حد نہیں۔ پھر ہم کیوں نہ اسے چاہیں۔ اور کیوں اس محبت کرنے والی ہستی کی طرف دنیا کو کھینچ نہ لائیں۔ لوگوں کی بادشاہت ملکوں پر ہے۔ ہماری بادشاہت دلوں پر ہے۔ لوگ علاقے فتح کرتے ہیں۔ ہم دل فتح کرتے ہیں۔ اور پھر انہیں نذر کے طور پر اپنے آقا کے قدموں پر لا کر ڈالتے ہیں بھلا ملک فتح کرنیوالے اپنے خدا کو کیا دے سکتے ہیں۔ کیا وہ چین کا محتاج ہے۔ یا جاپان کا؟ لیکن وہ پاک دل کا تحفہ قبول کرتا ہے۔ محبت کرنیوالے قلب کو شکریہ سے منظور کرتا ہے۔ پس ہم وہ چیز لاتے ہیں جسے ہمارا خدا قبول کرنے کیلئے تیار ہے۔ کیونکہ ہم اپنے لئے کچھ نہیں چاہتے۔ بلکہ خدا کیلئے چاہتے ہیں ✦

زبردست محرک

اب اے دوستو! دیکھو کیسا زبردست محرک ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے پیدا کر دیا ہے ہمیں اب اس سے غرض نہیں۔ کہ ہندو مسلمان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ یا سکھ مسلمان کی یا عیسائی مسلمان کی۔ ان عارضی محرکات سے ہم آزاد ہیں۔ یہ لڑائیاں تو ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی جوش بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارا محرک تو محبت الٰہی ہے۔ جو کسی عارضی تغیّر سے متأثر نہیں۔ یہ عشق کسی وقت بیکار بیٹھنے نہیں دیتا۔ اس لئے ہمارا مقام ہر وقت آگے ہے۔ ہماری رفتار ہر وقت تیز ہے۔ بڑا کام ہمارے سامنے ہے۔ لیکن ایک بڑی بھٹی بھی ہمارے دلوں میں جل رہی ہے۔ جو ہر وقت بانیٔ سلسلہ کی دُور بینی اور حقیقت بینی پر شاہد ہے۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ اٰل محمّد وعلیٰ خلیفتہٖ المسیح الموعود وبارك وسلّم ✦

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دردمند کی آواز سنیں

اے دوستو! ہزاروں گواہ بانی سلسلہ کی سچائی کے ہیں۔ لیکن یہ تین گواہ میں نے آپ کے سامنے پیش کیئے ہیں۔ اور عقلمند کے لئے تو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ پس آپ ان امور پر غور کریں۔ اور خدا تعالےٰ کا ہاتھ اشارہ کر رہا ہے۔ اُدھر چل پڑیں۔ یہ عمر چند روزہ ہے۔ اور اس دنیا کی نعمتیں زوال پذیر ہیں۔ اسجگہ اپنا گھر بنائیں جو فنا سے محفوظ ہے۔ اور اس یار سے اپنا دل لگائیں جس کی محبت ہر نقص سے پاک کر دینے والی ہے۔ ایک عظیم الشان نعمت کا دروازہ آپ کے لئے کھولا گیا ہے۔ اس دروازہ سے مُنہ موڑکر دوسری طرف نہ جائیں۔ کہ باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب کا ارشاد آپ کو اس سے روک رہا ہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں۔ کہ آپ کی ہمدردی نے مجھے اس پیغام پر مجبور کیا ہے۔ اور کسی نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ آپ کی ہمدردی کی وجہ سے مَیں نے یہ آواز اُٹھائی ہے۔ پس ایک دردمند کی آواز سُنیے۔ اور ایک خیرخواہ کی بات پر کان دھریں۔ کہ اس میں آپکا بھلا ہوگا۔ اور آپ کا دین اور دنیا دونو اس سے سُدھر جائینگے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اسے قبول کریں۔ اور اس راہ میں پیش آنیوالی تکالیف کو عین راحت سمجھیں۔ کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ وہی ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپکے ساتھ ہو ٭

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین والسّلام

خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ

بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا ٭ ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بےشمار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیحؑ ٭ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج ٭ نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا ٭ آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال ٭ کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح ٭ نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے ٭ وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نِکلا آفتاب ٭ وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
اپنے ایماں کو ذرا پردہ اُٹھا کر دیکھنا ٭ مجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہو اہلِ نار

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

228

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل الخطاب فی مسئلة الحجاب

(یا)

اسلامی پردہ

(۹)

زیر نظر سلسلہ مضامین کی قسط ہشتم میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ پردہ پر چوتھے اعتراض کی ساری بنیاد اور کل کائنات اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ چند عیش پسند اور عیش طلب دلوں کی اُباشس آرزوئیں اور عیاش اُمنگیں ہیں۔ جن کو درست، واجب اور جائز قرار دینے کیلئے ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ ازبسکہ پردہ کا دستور العمل عورتوں کے حسن وجمال سے لُطف اندوز ہونے ان کے عشوہ وادا سے لذّت حاصل کرنے اور ان کی رعنائیوں اور زیبائشوں میں خود کو گم کر دینے سے روکتا ہے اور منع کرتا ہے کہ ہم انہیں سرمایۂ نشاط بنائیں۔ اس لئے غلط طریق، نادرست تجویز اور قابل استرداد دستور ہے۔

مَیں جانتا ہوں بیشک پردہ پر یہ اعتراض جذبات انگیز اور نہایت سُلجھے ہوئے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اور عموماً اس کے بیان کے لئے حد درجہ شستہ، رنگین، اور متاثر کُن الفاظ انتخاب کیئے جاتے ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا رنگین اور نظر فریب الفاظ کے پردہ میں چھپا کر اس مفہوم کو پیش کرنے سے اس کی بُرائی اور قباحت میں کوئی کمی آسکتی ہے؟ اس کے لئے میرا جواب یہی ہے کہ اگر ایک بیسوا کے کسی شریف، حیادار اور باعفت خاتون کے لباس سے اپنے جسمِ ناپاک کو ڈھانپ لینے سے اس کی رسوائی محو ہو سکتی ہے اس کی عفت واپس مل سکتی ہے؟ تو یہ قابل استرداد نقطۂ نگاہ بھی قابل اعتناء ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر بیسوا ہر لباس میں ہونے کے باوصف ننگ نسوانیت وانسانیت ہی رہتی ہے تو پردہ پر یہ اعتراض بھی نہایت متین، ثقہ اور سُلجھے ہوئے انداز میں ہونے کے باوجود قابل نفرت وحقارت ہے، اور اس کی دنائیت اور بُرائی میں اس کے باعث کچھ بھی فرق نہیں آیا اور وہ اب بھی اسی طرح قابل حقارت ہے جس طرح وہ اسوقت ہوتا جبکہ اس کے لئے کھُلے اور صاف الفاظ استعمال کیئے جاتے۔ غرض یہ مفہوم اپنی ہر عبارت، اپنے ہر انداز میں بُرا ہے۔ اور دنیائے ادب کے بہتر سے بہتر الفاظ وفقرات اسکی قباحت کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صادر ہوں اور سارے ملک میں اس مسئلہ میں جو بے ترتیبی ہے وہ دُور ہو×××××× اس قسم کی نظم ملت سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کی وحدت ملی نمایاں ہو، ان کے تمام مذہبی و ملی کام منظم ہوں انکی ضرورتیں پوری ہوں، ان کے مصارف و مداخل ملی میں ایک تنظیم پیدا ہو اور اصلی جماعتی روح ان میں نمایاں ہو، دارالافتاء دارالقضاء اور بیت المال کا قیام ہو، ان کے غریبوں اور محتاجوں کی باقاعدہ امداد ہو، ان کی معاشرتی خرابیوں کی اصلاح ہو، تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ قائم ہو ان کے مکاتب و مدارس مالی نزاع سے نجات پائیں"۔

دیکھ لیجئے۔ کہ دوسرے الفاظ میں احمدی جماعت اور اس کے امام و نظام کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ تعجب ہے کہ علامہ موصوف جو کچھ واقعات میں نظر آرہا ہے ابھی اس کا خواب ہی دیکھ رہے ہیں۔ کوئی منصف مزاج سنجیدہ صاحب دارالامان قادیان میں آجائیں کچھ مدت ٹھیریں اور دیکھ لیں کہ یہ نظام شرعی انہی صیغوں اور شعبوں کے ساتھ قائم ہے یا نہیں؟ مگر افسوس کہ ع

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب

دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اس قسم کے سلسلے آپ بنانے سے نہیں بنا کرتے۔ بلکہ ابتداء سے خدا تعالیٰ ہی قائم کر رہا ہے اور اُسی کی تائید و نصرت سے دین کا کام سر انجام پاتا ہے۔ ذیل میں سیدنا مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اپنی تحریر درج کی جاتی ہے جس میں آپؑ نے آج سے چالیس سال پہلے اسلام کی اس ضرورت کا احساس مسلمانوں کو کرایا۔ اور بتلایا کہ امام الزّمان مَیں ہوں:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

نیز بشنو از زمین آمد امام کامگار

امام الزّمان

اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے؟ جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو مَیں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے

امام الزّمان مَیں ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبی میں تبدیل نہیں کر سکتی ؛

یقیناً دنیا میں بدی کے آغاز و ارتکاب کی تاریخ نہایت قدیم، پُرانی اور کافی وسعت کو لئے ہوئے ہے اور زمان و مکان کی قیود و حدود سے قطع نظر کرتے ہوئے ابناءِ آدم نیکی اور سلامتی کے جادہ سداد کو چھوڑتے ہوئے بیحد مرتبہ بدی اور گناہ کے نظر فریب راہ گذر پر گامزن ہوئے ہیں۔ لیکن اخلاقی قویٰ کی اس بربادی اور تباہ کاری کا نظارہ شائد زمانہ کی آنکھ نے کبھی نہیں کیا ہوگا۔ کیا یہ رندانہ تخیل اور نقطۂ نگاہ پیش کرنا انسانی فطرت کا انتہائی تسفل اور تنزّل نہیں۔ کہ لڑکیوں کو اس لئے بے پردہ بنادو تا ان کے حسین چہروں، ان کی مستانہ آنکھوں، ان کے سڈول بازوؤں، ان کے مرمرین سینوں کے نشیب و فراز، ان کے گیسو ہائے سیاہ و دراز، ان کے دلکش عشوہ و ناز، ان کے ہاتھوں کی دلربا جھٹک، آنچلوں کی غارتگری تحمل۔ سنبھال، اور رنگینیوں کا محشر برپا کر دینے والے رعنائے بے محابا میں خود کو گم کیا جا سکے۔ اور ان سے میل ملاپ رکھ کر خوشی و مسرت حاصل کی جا سکے ؛

مُخطئ اور غلط کار کی یہ روش تو عام ہے کہ درست اور قابل تسلیم قضایا پیش کر کے وہ غلط اور نادرست نتائج مرتب کر لیا کرتا ہے، لیکن خطاء و غلط کاری کی دنیا میں اس سے عجیب تر واقعہ شائد ہی کوئی گذرا ہو۔ کہ ایک غلط، نادرست، قابل استرداد و استنجاء نقطۂ نگاہ کو اساسی قرار دیتے ہوئے زیر بحث و نظریے کو غلط اور نادرست ثابت کرنیکی کوشش کی جائے، ... غور کیجئے اول تو غیر عورت کے حسن و جمال کو سرمایہ عیش و نشاط بنانا ہی کس قدر بُرا اور عربدہ انگیز تخیل ہے لیکن ارباب نشاط کی ستم ظریفی کی انتہاء تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پردہ کا طریق اس لئے درست نہیں کہ اس کے ہوتے ہوئے "نظربازی" ایسی بیہودہ حرکت کا ارتکاب مشکل ہو جاتا ہے ؛

آج اگر یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ان کے لطف و آرام کا سامان ہی جب فراہم ہوتا ہے جب شوخ و شنگ لڑکیاں خود کو بے حجاب کرتے ہوئے ان کے دیدہائے دیدار جُو کو اپنی رعنائیوں پر کھیلنے دیں۔ تو کیا کل کلاں یہی جذبہ اس نتیجہ تک تو نہیں پہنچائیگا۔ کہ ایسے روز مسرت کے ڈھونڈنے والوں کی خوشی و مسرّت اسی امر میں مرکوز ہو کر رہ جائیگی کہ نوجوان لڑکیاں حجاب و لباس کے تمام بندھنوں سے آزاد ہو کر اپنے جسموں کو برہنہ کر کے صرف اپنے حُسن ہی کے "نورانی" لباس میں مستور ہو کر ان کے سامنے آیا کریں ؛

مفہوم بالا بظاہر استفساریہ شکل میں پیش کیا گیا ہے، ورنہ یہ حقیقت ہے۔ اور امر واقعہ کا اظہار کہ اس جذبہ کے تحت عورتوں کو بے پردہ بنانے کا طریق اپنے اعلیٰ یا صحیح الفاظ میں 'ادنیٰ' مدارج میں پہنچکر کامل برہنگی کی تائید کرواتا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ جب عورتوں کو بے نقاب اس غرض کے لئے کیا گیا تھا کہ نگاہیں اس طرح لذت یاب ہوں تو آخر نگاہیں کچھ مدت کے بعد اس کی عادی ہوتی ہیں اور پھر محض چہروں کی برہنگی میں 'دیار لیلیٰ عشرت' کے ڈھونڈنے والوں' کے لئے کوئی رنگینی نہیں رہتی۔ اور اگر پہلے ہر بے نقاب کو دیکھنے کے لئے ان کی نگاہیں اُٹھ جاتی تھیں تو اب محض چہروں کا کھلا ہونا انہیں ملتفت و متوجہ کرنے سے قاصر و تہیدست ہو جاتا ہے۔ تب ضرورت ہوتی ہے کہ عورت کے جسم کے بعض اور اعضاء کو کھول دیا جائے جب کچھ عرصہ کے بعد نگاہیں اس سے بھی سیر ہو جاتی ہیں تو "بدن لطیف" کے باقی مستور حصہ میں سے کچھ اور کھولنا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ پہلے تو یہ حالت آتی ہے کہ اگر پہلے جسم کا زیادہ حصہ مستور اور کمتر برہنہ تھا تو اب اس کا عکس ہو جاتا ہے۔ اور 'ننگے' حصہ کی نسبت مستور حصہ سے بہت بڑھ جاتی ہے یہانتک کہ اخلاقی تسفل کی یہ رفتار اس نقطہ قبیحہ تک بھی پہنچا دیتی ہے جب لباس کا آخری تار بھی بار جسم و نگاہ ٹھیرایا جانے لگتا ہے، کیونکہ سمجھا جاتا ہے کہ نگاہ کے کامل طور پر 'کامیاب' ہونے میں وہ بھی روک ہے، ہر چند کہ اس کے ہوتے جسم کا کوئی بھی تو حصہ ایسا نہیں ہوتا جو چھپ سکے، لیکن ؏

نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیونکر ہو۔

قول بالا کی پرکھ کے لئے اگر اب "دیار تہذیب" کے گذشتہ پانچ صدی کے ملبوسات کی تاریخ پر ایک طائرانہ نگاہ بھی ڈالیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حوا کی مغرب نژاد بیٹیوں کا لباس کس طرح تدریجاً شروع میں قدرے آہستہ لیکن اپنے آخری دَور میں کس سرعت کے ساتھ مختصر سے مختصر تر ہوتا چلا گیا، اور کس طرح وہ 'ترقی معکوس' کے اس قصر میں پہنچ گئیں کہ انہوں نے اپنے بقیہ لباس کو بھی تیاگ دیا۔ اور ان کے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے سامنے اپنی شرمگاہوں کی کامل رسوائی میں کوئی شرم و باک نہ رہا +

ممالک مغرب میں 'انجمنہائے برہنگان' کا احیاء و قیام ماضی قریب ہی کا افسوسناک واقعہ ہے، اس کی تہہ میں جہاں اور بہت سے عوامل کارفرما تھے وہاں ایک بہت اہم نفسیاتی پہلو یہ بھی تھا کہ انہوں نے شروع میں خواتین کی بے پردگی کو اندوہ ربا اور جذبات مسرت کی پرورش کا اہم ذریعہ اور وسیلہ سمجھ لیا، اور پھر اس کی پاداش میں اس بادہ پرست کی طرح جو پیہم جام لنڈھانے کا عادی ہے اور انجام کار جس کے لئے تند سے تند مے بھی اپنی شدت کھو بیٹھتی ہے۔ اور وہ چاہنے لگتا ہے کہ آنیوالا جام پہلے سے بھی تند و تلخ ہو۔ ان 'نئے عشرت کے متوالوں' کے نفوس امارہ کو بھی بے پردگی نے اول اول لذت یاب ہونے دیا لیکن پھر بعد میں سادہ بے پردگی ان کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی رنگینی اور کشش کھو بیٹھی۔ اور جذبات کی تکمیل و تسکین کیلئے انہیں اپنی عورتوں کو اور زیادہ ننگا کرنا پڑا۔ اور اب وہاں کے اکثر حلقوں میں ان کا لباس اپنا یہ مقصد عظیمہ کھو بیٹھا ہے کہ اس سے استار برہنگی کا کام لیاجائے اور اب اسے اگر وہاں کے ناعاقبت اندیش ارباب نشاط اختیار کرتے ہیں، تو محض اسے "مجلّیٔ حسن" سمجھ کر اور صرف اس لئے کہ بعض اوقات اس سے زیبائش و آرائش کی تکمیل کا کام لیاجاسکے یا شاید کچھ سیاست و سوسائٹی کا بھی خیال ہو ÷

ابھی بیان ہُوا کہ پردہ کے خلاف عشرت پسندی کا یہ جذبہ کامل برہنگی کی تائید کروا تا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس نقطہ تک پہنچ کر نفوس امّارہ کی تشنگی بُجھ جاتی ہے، اور کامل برہنہ وجودوں میں صرف نگاہوں کو تحلیل کردینے سے انکی تسکین ہوجاتی ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس مقام تک پہنچکر کیا بلکہ اس سے بہت پہلے ہی اس گھڑی کے آنے میں کوئی روک نہیں رہتی جب ایسے لوگوں کے جذبات عشرت و نشاط کی تسکین خود ہی کو غیر عورتوں میں تحلیل کردینے کے بِن نہیں ہوسکتی، اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب لوگوں کو گناہ و ثواب میں تفریق و امتیاز کرنیکی فرصت رہتی ہے نہ اہلیت، اور لطف و مسرّت کا وہ رُوحانی مفہوم ایک 'حیوانی عمل' میں تبدیل ہوکر رہ جاتا ہے، اور سماج میں معصومیت کا پتہ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا، اور اس نشاط کی قیمت عفت اور ناموس فطرت کی کامل تباہی کی صورت میں ادا کرنا پڑتی ہے ÷

یہ خیال حتماً غلط ہے کہ بے پردگی کی فضا میں بے پردگی، تعلیم، یا بعض اور عوامل کے زیر اثر سماج کے اخلاق کی کوئی ایسی کامل معنوی تربیت ہوجاتی ہے کہ اس کے افراد سے ایسے کمینہ، گھنونے قابل نفرت، باعث حقارت اور وجہ ملامت افعال کا ارتکاب جس سے تناسلی تعلّقات کی مفاہمتیں ٹوٹ جائیں نہیں ہوسکتا، کیونکہ بے حجابی اور برہنگی کی دنیا میں عفت کشی اور عصمت کی رسوائی کے واقعات کی رفتار اپنے ناقابل انقطاع اور غیر مختتم تسلسل کے ساتھ اس امر کو واضح کررہی ہے کہ یہ کبھی نہیں ہُوا کہ ایک طرف تو بدی کی تحریک اور اس کے ارتکاب کے بے روک مواقع اور مجبور کن سامان بھی فراہم ہوں اور دوسری طرف سوسائٹی کے اکثر افراد اخلاقی لغزشوں سے محفوظ و مصئون بھی رہیں، بارود کو آگ بھی دکھانا، تمازت کو موم سے قریب بھی لانا اور پھر یہ امید رکھنا کہ نہ بارود بھڑکیگا اور نہ موم پگھلنا قبول کریگا 'تسلیٔ طفل' نہیں تو اور کیا ہے؟ ؎

حریف جوشش دریا نہیں خودداریٔ ساحل ÷ جہاں ساقی ہو۔ تو باطل ہے دعوٰی ہوشیاری کا
"غالب"

غرض یہ کہ پردہ کے خلاف یہ نظریہ اخلاق فاضلہ اور عواطف صحیحہ کا نہیں بلکہ بہیمانہ جذبات کا ساتھ

230

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینے والا ہے، اصل حقیقت یہ ہے کہ ان عفت ناآشنا لوگوں کو تو اپنے عیش و عشرت سے غرض ہے، اپنے لطف و آرام سے کام ہے۔ مسرّت و نشاط سے واسطہ ہے، ان کی بلا سے جو بے پردگی کی عفت ربا فضا میں اگر معصوموں کی معصومیت لُٹ جائے، بدیوں سے ناآگاہ بدیوں سے آگاہ، بُرائیوں سے ناآشنا بُرائیوں سے آشنا، اور گناہوں سے مجتنب گناہوں کے مرتکب ہو جائیں۔

مَیں حیران ہوں بھلا یہ بھی دلائل میں سے کوئی دلیل ہے کہ رنگینیوں کا محشر برپا کر دینے والی خوبصورت عورتوں اور حسین لڑکیوں کو جو زندگی سے معمور اور شباب کے کانٹے میں تل رہی ہوں (یہ مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ زشت رو عورتوں کو بے پردہ کر دینے سے ایسے معترضین کے جذبات کی تسکین نہیں ہوتی اس لئے وہ خارج از سوال ہیں) اپنی تمام لطافتوں، ملاحتوں اور برق آفرین ادا فروشیوں کے ساتھ پردوں سے باہر نکلنے دیجئے کیونکہ اس طرح انسانی دماغ اس عالم آب و گل کی مفلوج کُن بندشوں سے کچھ دیر کے لئے تو وارستہ اور لطف و سرور کی لیلیٰ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے، اگر یہ دلیل حقیقتاً دلیل ہے تو پھر اس کا دائرہ استدلال یہیں تک محدود نہیں رہنا چاہیئے، بلکہ ہر چور، ڈاکو، مکار، دغاباز، جھوٹے، فریبی، غارتگر، قاتل، اور زناکار کو اجازت ہونا چاہیئے کہ اسے اپنی چوری، ڈاکہ زنی، مکاری، دغابازی، فریب دہی، غارتگری، جھوٹ، قتل اور زناکاری کی تائید میں پیش کر سکے، کیونکہ دنیا کی ساری بدکاریاں اپنے اندر یہی کشش رکھتی ہیں کہ مرتکب ان کے ارتکاب میں ایک لذت پاتا ہے۔ سچ ہے۔ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ۔ کیا ایک زناکار کا کسی غیر عورت کے پاس جانے سے اس سے علاوہ بھی کوئی مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس کے وصول سے ایک نوع کی عضویاتی لذت حاصل کر سکے۔ کیا زنان بازاری کے بالاخانوں کی ساری ہنگامہ آرائی اور باعث نفرین اور ناقابل التفات رونق انہیں لذات کے شیدائیوں کے صدقہ سے نہیں؟ آج سوسائٹی کا ہوس پرست طبقہ اپنی ناجائز لذت کوشیوں سے باز آجائے ناروا نشاط انگیزیوں سے کنارہ کرے، آج سوسائٹی اس لعنت سے پاک ہو سکتی ہے، آج یہ ننگ انسانیت ہنگامہ سرد پڑ سکتا ہے، آج ان بدبخت ننگ نسوانیت عورتوں کا مسرّت آگین خاتمہ ہو سکتا ہے جو سر بازار اپنی عفتوں کے لُٹوانے اور اپنی عصمتوں کا سودا کرنے میں کوئی باک نہیں جانتیں۔ کیا بادہ پرست کی ساری مے آشامی اس صدقہ میں نہیں؟ کہ گلگوں صہبا کا ہر جام اس کے نزدیک اس کے لئے زندگی بخش ہوتا ہے۔ ؎

جاں فزا بادہ ہے جسکے ہاتھ میں جام آگیا ⁂ سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا ایک چور مال غیر کو اپنے تصرف میں لانے کیلئے اس لئے کوشاں نہیں ہوتا کہ انہیں اقتصادی حالت کو بہتر بنا کر اپنی خوشی کے سامان فراہم کر سکے ؟ کیا دغا باز ۔ فریب کار یا کوئی قاتل اپنی بے راہ رویوں کا اسی لئے مرتکب نہیں ہوتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ اس فعل کا خواہ وہ ناجائز ہی کیوں نہ ہو مرتکب نہ ہوا تو اس کے بعض آرام لُٹ جائینگے بعض خوشیاں مِٹ جائینگی اور بعض جذبات پامال ہو جائینگے۔ غرض یہ دلیل غلط کاری اور بے راہ روی کے ہر پہلو اور شعبہ کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہے ، اور جس دلیل کی یہ کیفیت ہو مَیں نہیں جانتا وہ کون شریف اور باحیا انسان ہوگا کہ اسے اپنے کسی خیال اور نظریہ کی تائید میں پیش کرنیکی جرأت کریگا ۔ دلیل کی نوعیت بتلا رہی ہے کہ وہ قطعاً ہوس زائیدہ ہے۔ اور ایسے دماغوں کی پیداوار جن کا اصول اوامر و نواہی کے جواز و عدم جواز کے متعلق یہ ہے کہ جو امور ہر طور کے جذبات کی کامجوئی اور ہر نوع کی خواہشات کی کامرانی و فیروزمندی کی راہ میں روک ہوں وہ غلط اور نادرست ہیں اور جن کی اتباع میں وہ اپنے اُبھرے ہوئے جذبات کی تسکین کے سامان پائیں وہ درست اور صحیح ۔ عفت و عصمت کے بارہ میں آئے ہوئے احکام کے متعلق ، ایسے معاملات عفّت سے بے مبالات لوگوں کی مخالفانہ نکتہ چینی کی جو حیثیت و قیمت ہو سکتی ہے وہ کسی مزید تشریح و توضیح کی محتاج نہیں ، ایسے لوگوں کے نزدیک تو ہر عیش انگیز ۔ اور عشرت بخش فعل مُستحسن ہے ، اور ہر عمل جو ان چیزوں کے حصول کی راہ میں روک ہو قابل استرداد پھر یہ پردہ ایسی چیز کو جو واقعتاً ناجائز عیش پرستی کی راہ میں سدِ سکندری کی طرح ہے کیونکر درست قرار دینے لگے ۔

خلاصہ کلام یہ کہ اوّل تو بے پردگی کو منزل راحت نشاں قرار دینا اور یہ خیال کرنا کہ عورتوں کی بے حجابی موجب تسلّی خاطر اور سبب طمانینت قلب ہو سکتی ہے قطعاً غلط اور نادرست ہے ۔ ؎

بزم قدح سے عیش تمنّا نہ رکھ کہ رنگ ۔ صیدے زدام جستہ ہے اس دام گاہ کا

البتہ اس سے انکار نہیں کہ "جنت نگاہ" کے تمنائیوں کے لئے التفات طلب لڑکیوں کی بے حجابیاں سرمایہ عشرت بنتی ہونگی ، اور اس سے اِن میں کوئی طرب اندوز کیفیت پیدا ہوتی ہوگی کہ مست شباب اور بادہ گلرنگ کے مجسمے اپنی رعنائیوں کو ان کے سامنے بے حجاب بنا دیں ، اور عافیت کے دشمنوں اور آوارائی کے دلدادوں کے نفوس امّارہ ارزانی جلوہ سے فرحت و انبساط حاصل کرتے ہونگے لیکن نفس امارہ کی ہوس کاریاں اور اس کی بے راہ رویاں کبھی خوش آئند عواقب کا پیش خیمہ نہیں ہو سکتیں ۔ اور کوئی شخص ہوش و خرد کو لٹائے بغیر اس کی پیروی نہیں کر سکتا ۔

غرض پردہ پر یہ اعتراض کچھ حیثیت نہیں رکھتا بلکہ بعض مخالفین پردہ کی ان دلیل خواہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تمناؤں کا آئینہ وار ہے۔ جو وہ خواتین کی بے پردگی سے متعلق رکھتے ہیں۔ لیکن قبل اس کے جو پردہ پر اس کے مخالفین کے اس اعتراض کے متعلق جو ان کی نظر عتاب کا غیر معقول سبب بن رہا ہے اپنے بیان کو ختم کروں ان باغیرت اور شرافت کے نام لیواؤں سے جو اپنی بہو بیٹیوں کو بے پردہ بنانے کے لئے تیار یا بے پردہ رکھنے کے لئے مصر ہیں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ پردہ کے اس لئے مخالف ہیں۔ کہ ان کی عفیف و معصوم بچیاں داد شباب دینے والوں کی مشتاق و بے تاب نگاہوں کے لئے سرمایۂ عیش و نشاط بن جائیں؟

القول الجزم فی مسئلة الرجم

رجم کی تائید میں تصریحات حدیثیہ پر بعض اوہام اور ان کا ازالہ

(گزشتہ سے پیوستہ نمبر ۴)

زیر نظر سلسلہ مضامین کی گزشتہ قسط میں اس بات کی تائید میں ثبوت اوّل اپنی ہر سہ شقوں کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکبین زنا پر اس حالت میں کہ وہ محصن بھی ہوں سزائے رجم کا نافذ فرمانا حضور علیہ السلام کی سُنّت عبادیہ میں شامل ہے نہ کہ عادیہ میں۔ اور سورۃ نور اپنی آیت الزانیة والزانی کے ساتھ ان واقعات سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

الثبوت الثانی دوسری دلیل کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ جب اسقدر واقعات رجم کی تائید کے ملتے ہیں تو ان لوگوں کا جو سورۃ نور سے اس حکم کو منسوخ گردانتے ہیں فرض ہے کہ وہ ایک واقعہ بھی ایسا پیش کریں کہ محصن زانی ثبوت متحقق ہو جانے کے بعد رجم کی سزا سے بچ گیا ہو اور اس پر سنگسار کی بجائے دُرّوں کی سزا نافذ کی گئی ہو۔ لیکن ایسی ایک وضعی حدیث یا ضعیف روایت بھی نہیں مل سکتی کہ جس نوعیت کے مجرم کو پہلے رجم کیا جاتا تھا بعد میں اسے صرف تازیانے لگائے گئے ہوں جیسا کہ مخالفین کا گمان ہے۔

زمانہ نبوی سے اگر کوئی ایسی مثال نہیں ملتی تو عہد خلافت راشدہ کا ہی کوئی واقعہ پیش کیا جائے، چلئے میں اور وسعت دیتا ہوں ساری تاریخ اسلامی میں سے کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسی مثال ڈھونڈ نکالے جس میں سلاطین اسلامیہ میں سے کسی سلطان کے حکم سے محصن زانی پر رجم کی حد قائم کرنیکی بجائے، اللّو دُرّوں کی سزا نافذ ہوئی ہو۔ اور وہ اسلامی شرعی حد کے طور پر اسے نافذ کرنیکا اعلان کرے، لیکن بیسود۔ کیونکہ اسلامی شریعت، فقہ اور تاریخ کا جاننے والا ہر شخص جانتا ہے کہ ایسی کوئی مثال کبھی نہیں مل سکتی۔ اور اس بارہ میں تمام تر کوششیں سعی بے حاصل سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ٭

اگر یہ قول درست ہے اور خطا کاری سے اسے کوئی نسبت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرموں کو رجم کروانیکے اوامر قول خداوندی الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة سے منسوخ ہیں، اور اس کی تائید میں کوئی ایک واقعہ نہیں تو حضور علیہ السّلام کا ایک قول ہی پیش کیا جائے کہ "میرے ان افعال کو آئندہ حجّت نہ بنانا کہ وہ صرف "عادتاً" تھے اور سورۃ نور نے انہیں منسوخ کردیا ہے"۔

الثبوت الثالث اگر ایسے مجرموں کو رجم کی سزا دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت عبادیہ نہ تھی بلکہ عادیہ تھی جس کے لئے اُمّت مکلّف نہیں تو سوال یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد حضورؐ کے جانشینوں نے بالاتفاق اور علی التواتر اس پر کیوں عمل کیا؟ ایک طرف عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنِ کے حکم نبوی کو پیش نظر رکھو دوسری طرف رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ کا صداقت بھرا قول ملاحظہ کرو اور بتاؤ کیا پھر بھی اس سُنّت سے مفرّ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ اور انکار کی جرأت کیجا سکتی ہے؟

عجیب بات ہے کہ وہ برگزیدہ ہستیاں جو آپؐ کی حقیقی جانشین، صحبت سے فیض یافتہ۔ اور مخاطب اوّل تھیں جن کے حق میں آپؐ نے فرمایا اِنَّ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَاَیُّهُمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ کہ میرے اصحاب تو ستارے ہیں، جس طرح کوئی گم کردہ راہ شب تار کے اندھیروں میں ستاروں کے اندازوں سے سیدھی راہ کو پالیتا ہے۔ اسی طرح تم بھی جس کا اتباع کروگے ہدایت پالوگے"۔ وہ تو اس حقیقت کو نہ سمجھ سکے کہ رجم منسوخ ہو چکا ہے اور اس کے خلاف ہی عمل کرتے رہے، اور بعد میں آکر یہ عقدہ حل ہُوا کہ رجم کا حکم منسوخ ہے، چنانچہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرات ابن عباس، ابو ہریرہ، بریدہ اسلمی، زید بن خالد، اور ابو سعید خدری۔ جابر بن عبداللہ۔ نعیم بن ہزال[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و افعال مسئلہ رجم کی تائید میں موجود ہیں۔ اس

[1] بیشک نعیم کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ صحابی آپ تھے یا آپکے والد محترم ہزال لیکن صاحب اصابہ کا قول ہے "و ذکرہ عند ابن حبان الا فی الصحابة وکذا ذکرہ نعیم بن حانع والعسکری وابن منده" (اصابہ فی معرفة الصحابة تحت لفظ نعیم بن ہزال)

232

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تسلسل میں حضرت عائشہ رضؓ کا ایک قول بھی عرض کیئے دیتا ہوں آپ رضؓ کو جب معلوم ہوا کہ جابر رضؓ "الماء من الماء" کے یہ معنے مراد لیتے ہیں کہ جبتک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا۔ تو ام المومنین رضؓ نے فرمایا "کہ اگر کوئی شخص ناجائز ہم بستری کا مرتکب ہو اور انزال نہ بھی کرے تو تم اسے رجم کروادوگے اور پھر کہتے ہو کہ اس پر غسل واجب نہیں ہوا[1]"۔

الثبوت الرابع صحیح بخاری کی حدیث ہے جسے قریباً دوسرے تمام محدثین نے اپنی کتابوں میں الفاظ کے معمولی تغیر سے بیان کیا ہے، امام باب الاعتراف۔ الزنا میں درج فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اَلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِي قَالَ قُلْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا[2] فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرَنِي اَنَّ عَلٰى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَعَلٰى امْرَأَتِهِ الرَّجْمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَلْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا اُنَيْسُ[3] عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

امام بخاری کے شیخ علی بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ "انہیں سفیان نے بتایا سفیان نے زہری سے سنا زہری کہتے تھے کہ انہیں عبید اللہ نے بتایا جنھوں نے ابو ہریرہ سے سنا۔ اور اور ابو ہریرہ رضؓ کے ساتھ سنانے میں زید بن خالد رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ دونو کہتے ہیں ہم رسول مقبولؐ کے حضور حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے گفتگو کا آغاز کیا اور قسم دیکر کہنے لگا کہ حضورؐ ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ اس پر

---

[1] عین الاصابہ للسیوطی بحوالہ یعقوب بن شعبان، [2] عمر بن شعیب کی روایت میں وابن لہ لحصن کے زائد الفاظ آتے ہیں، [3] غالباً یہ اشارہ مشہور صحابی ابن ابی مرثد رضؓ کی طرف ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کا مدمقابل شخص (کہ ابھی تک خاموش تھا) بول اُٹھا راوی کہتے ہیں کہ ثانی الذکر پہلے سے زیادہ علم دار اور باتمیز تھا، اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اس نے سچ کہا ضرور ہمارے درمیان کتاب اللہ ہی کے مطابق فیصلہ فرمائیے۔ اور مجھے اجازت دیجئے کہ اصل واقعہ حضور کے گوش گزار کروں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہو" تب اس نے بتایا کہ حضور بات یہ ہے کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا۔ اور وہاں اس کی جورو کے ساتھ یہ زنا کا مرتکب ہوگیا۔ تب میں نے اس کے بدلہ میں اس شخص کو ایک سَو بکریاں اور ایک خادم بطور فدیہ ادا کیئے اس کے بعد جب اہل علم سے میں نے اس بارہ میں استفسار کیا تو مجھے بتایا گیا کہ اس جرم کی سزا تو یہ ہے کہ میرے بیٹے کو ایک سَو تازیانے لگانے کے بعد ایک سال کا دیس نکالا بھی دیا جائے اور اس کی جورو رجم کی مستحق ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ بیان سُنکر فرمایا "اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں ضرور تمہارے متعلق اپنا فیصلہ کتاب اللہ ہی کے مطابق دونگا۔ وہ خادم اور بکریاں جو تم نے اس شخص کو فدیہ میں دی تھیں تمہیں لوٹا دی جائینگی، اور تمہارے بیٹے کو سَو دُرّے لگیں گے، اور تغریب عام بھی ہوگی اور اسکی عورت رجم کی مستحق ہے،، راوی کہتے ہیں کہ پھر حضورؐ نے انیس نامی شخص کو جو ساتھ ہی مجلس میں بیٹھا تھا فرمایا "انیس اس شخص کی جورو کے ہاں جانا اگر اپنے قصور کا اعتراف کرے تو رجم کی سزا نافذ کردینا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر اسے رجم کردیا گیا (اعتراف کرلیا تھا)

حدیث کا مفہوم بالکل صاف اور قطعی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک کنوارے لڑکے اور بیاہتا عورت کا مقدمہ پیش ہوتا ہے کہ ان کے آپسمیں ناجائز تعلقات ہیں۔ ثبوت طلب کرنے کے بعد حضورؐ غیر محصن پر دُرّے اور محصنہ عورت کو رجم کیئے جانیکا حکم صادر فرماتے ہیں، حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود اس مجلس میں شریک تھے جس میں یہ مقدمہ فیصل ہُوا اور یہ مسلّم ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جنگ خیبر سے پہلے حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے، اور آپ کا قبول اسلام اور آمد مدینہ ۷ھ ہجری کے بعد کی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ خود فرماتے ہیں۔ قدمت المدینة والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیبر[1] اب ایک طرف اس حقیقت کو رکھو دوسری طرف سورة نور کے متعلق یہ واقعیت ہے کہ اس کا وقت نزول ۵ھ تک ہے۔ اور اس کی ابتدائی آیات کے متعلق جن میں آیت الزانیة والزانی بھی شامل ہے منصوص طور پر احادیث و تواریخ میں مذکور ہے کہ وہ واقعہ افک پر نازل ہوئیں۔ اس سے کیا ثبوت ہُوا؟

[1] تاریخ صغیر ص۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہی نہیں کہ واقعہ رجم آیت قرآنیہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحدٍ منھما مائۃ جلدۃٍ کے بعد کا ہے نہ یہ کہ واقعہ رجم پہلے کا اور آیت مذکورہ بعد کی۔ اس حقیقت ثابتہ کے پیش نظر واقعہ رجم کو آیت قرآنیہ کا مخصص تو قرار دیا جا سکتا ہے ہاں وہ اس آیت سے منسوخ نہیں ہو سکتا کیا کبھی یہ بھی ہوا ہے؟ کہ بلحاظ تاریخ مقدم البیان فعل یا قول۔ موخر البیان قول یا فعل کا ناسخ ہو سکے یا موخر الذکر سے مقدم الذکر منسوخ کر دیا جائے، لیکن جب یہ نہیں ہوتا اور ہمیشہ کسی قول یا فعل کو ناسخ بنانے کیلئے اولیں اور اہم ترین شرط یہ ہوا کرتی ہے کہ اس کی تاخیر زمانی ثابت کی جائے۔ لیکن مذکورۃ الصدر حدیث کی دلالت النص ہی سامنے ہے کہ حضور علیہ السلام نے سورۃ نور کے نازل ہونیکے بعد رجم کروایا۔ جس سے حتماً ثابت ہوتا ہے کہ آیت قرآنیہ نے رجم کے حکم کو حتماً منسوخ نہیں کیا بلکہ رجم اور دُرّوں کے احکام بیک وقت قائم ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ہی موقعہ پر قائم فرما کر دکھا دیا اور وہ اس طریق پر جس کا بارہا اعادہ کیا جا چکا ہے کہ آیت قرآنی الزانیۃ والزانی کے زیر اثر صرف غیر محصن مرتکبین زنا آتے ہیں اور محصن مرتکب کی سزا رجم ہے ؛

اس حدیث میں اس وہم کا بھی ازالہ ہے کہ حضورؐ نے رجم کی سزا دینے میں رائج الوقت قانون ہی کو نافذ فرمایا ہوگا یا قیاس سے ایک کو رجم اور دوسرے پر سو دُرّوں کی سزا نافذ کی ہو گی، کیونکہ حضورؐ نے مؤکد طور پر صاف الفاظ میں فرما دیا کہ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ کہ حضورؐ کا یہ حکم کسی قیاس، رواج اور رسم کی وجہ سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کا یہ فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہے ؛

الثبوت الخامس مقدم الذکر حدیث کی طرز کا ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں جس سے ثابت ہو گا کہ حضور علیہ السلام نے سورۃ نور کے نازل ہونیکے بعد نہ صرف ایک بلکہ دوسرا رجم بھی کروایا ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَنَادَاہُ فَقَالَ "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ زَنَیْتُ" فَاَعْرَضَ عَنْہُ حَتّٰی رَدَّدَ عَلَیْہِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَھِدَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ دَعَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِکَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ فَھَلْ اَحْصَنْتَ، قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْھَبُوْا بِہٖ وَارْجُمُوْہُ، قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنْتُ فِیْمَنْ رَجَمَہٗ فَرَجَمْنَاہُ

220

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں۔ اور اس صدی کے سر پر[1] مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس گذر بھی گئے ہیں۔ اور ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہُوا ہوں جبکہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلافات سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیحؑ کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے۔ اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا۔ کہ کوئی حضرت عیسیٰؑ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا۔ اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا۔ اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں ان کو اُتار رہا تھا۔ اور کوئی مکّہ میں۔ اور کوئی بیت المقدس میں۔ اور کوئی اسلامی لشکر میں۔ اور کوئی خیال کرتا تھا۔ کہ ہندوستان میں اُتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے۔

سو وہ حَکَم مَیں ہوں

مَیں روحانی طور پر کسرِ صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کو دُور کرنیکے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دو امروں نے تقاضا کیا۔ کہ مَیں بھیجا جاؤں۔ میرے لئے ضروری نہیں تھا۔ کہ مَیں اپنی حقیّت کی کوئی دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔ لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں۔ اور مَیں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کیلئے حَکَم ہوں۔ ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکَم ہوں۔ اور مَیں امام مالک۔ اور ابن حزم اور معتزلہ کے قول کو مسیحؑ کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں۔ اور دوسرے اہلسُنّت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ سو مَیں بحیثیت حَکَم ہونیکے ان جھگڑا کرنے والوں میں یہ حُکم صادر کرتا ہوں۔ کہ نزول اجمالی کے معنوں میں یہ گروہ اہلِ سُنّت کا سچا ہے۔ کیونکہ مسیحؑ کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیّت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ نزول صفتِ بروزی تھا نہ کہ حقیقی۔ اور مسیحؑ کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم وغیرہ ہمکلام ان کے سچے ہیں۔ کیونکہ بموجب نص صریح آیت کریمہ یعنی آیت فلمّا توفّیتنی کے مسیحؑ کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور حَکَم کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلے کو قبول نہیں کرتا۔ وہ اس کو قبول نہیں کرتا جس نے

[1] ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ میں حدیث درج ہے کہ انّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کلّ مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ اس اُمّت کیلئے ہر سَو سال کے سر پر ایسے شخص کو مامور کیا کریگا۔ جو اسکے دین کی تجدید کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِالْمُصَلّٰی۔ یحیٰی بن بکیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں لیث نے بتایا لیث نے عقیل سے سنا، عقیل کے شیخ ابن شہاب زہری ہیں، انہوں نے ابوسلمۃ اور سعید بن مسیب سے سُنا وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا اور حضورؐ سے کہنے لگا "یا رسول اللہ مجھ سے تو زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے حضورؐ نے اس کے مُنہ سے یہ الفاظ سُنکر چہرہ مبارک پھیر لیا حتٰی کہ اس طرح چار مرتبہ ہُوا کہ وہ اقرار کئے جا رہا تھا اور حضور اعراض فرما رہے تھے، جب وہ چوتھی بار بھی کہہ چکا تو حضورؐ نے اسے خطاب کیا اور پوچھا "کہیں تم مجنون تو نہیں ہو؟" (کہ حالت جنون میں تمہارے مُنہ سے ایسے ناگفتنی الفاظ نکل رہے ہوں. یہ تحقیق کر لینے کے بعد کہ وہ مجنون نہیں) آپؐ نے دوسرا استفسار کیا۔ "کیا محصن ہو" اس نے کہا "جی ہاں" (تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حکم نافذ کر دیا) اور فرمایا "لے جاؤ اور اسے رجم کر دو" ابن شہاب زہری جو اس روایت کے چوتھے راوی ہیں انکا قول ہے کہ جابر بن عبداللہ نے سُنا[1] اس نے مجھے بھی بتایا کہ تب اس شخص کو رجم کر دیا گیا اور وہ بھی اس پر پتھر پھینکنے والوں میں سے تھا۔

جیسا بیان ہُوا اس واقعہ کے راوی بھی ابوہریرہؓ ہیں جو ۷ھ میں مشرف باسلام ہوئے تھے اور سورۃ نور ۵ھ تک اُتر چکی تھی، اس لئے یہ واقعہ سورۃ نور کے نازل ہونے سے کم سے کم دو اڑھائی سال بعد کا ہے۔ یہ روایت صرف بخاری میں تقریباً پانچ مختلف اسناد سے بیان ہوئی ہے اور اس سے پہلی روایت کے بھی کم و بیش چار طرق ہیں۔

الثبوت السادس عاصم بن عدی انصاری کے چچازاد بھائی عویمر بن ابیض اور بی بی خولہ کے لعان کا واقعہ زانی پر سو دُرّوں کی سزا کے بعد پیش آیا ہے، چنانچہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جزو رابع ص۱۵۱ پر امام ابن اثیر کے الفاظ عویمر کے لفظ کے تحت ملاحظہ ہوں۔

"ھُوَ عُوَیمر بن اَبْیَضِ ن العجلانی الانصاری صاحب اللعان.... و ھُوَ الَّذِی زنی زوجتہ بشریک بن سمحاء فلاعن رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَھُمَا وَ ذَالِکَ فِی شَعْبَانَ سَنَۃَ تِسْعٍ" یعنی عویمر کا اپنی بی بی کے ساتھ لعان کا واقعہ شعبان ۹ھ میں پیش آیا ہے۔

[1] بخاری ہی کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہیں۔

2 34
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ الرجم اَهْوَنُ عَلَيْكِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ کہ خولہ اگر لعان سے انکار کردوگی رجم ہی کی مصیبت برداشت کرنا ہوگی ورنہ جھوٹے ملاعنہ کی صورت میں الٰہی غضب نازل ہوگا جو رجم سے یقیناً شدید تر ہے۔

رسول مقبول صلعم کے اس قول سے معلوم ہوا کہ اگر عویمر کی بی بی لعان سے انکار کردیتی تو پھر حضور علیہ السلام اس کے لئے رجم کا حکم صادر فرماتے اور حضورؐ کا یہ فیصلہ آیت الزانیة والزانی کے بعد ہوتا۔

الثبوت السابع ثبوت خامس کے تحت ایک حدیث بیان ہوچکی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک شخص حاضر ہوکر اپنے گناہ کا اعتراف کرنے لگا، اور حضور علیہ السلام نے پورے اور کامل استفسار کے بعد اسے رجم کروایا، یہ واقعہ کتب آثار و احادیث میں مختلف اسناد سے مذکور ہے، ان میں سے ایک سند کی طرف اعلیٰ حضرت ابن عباسؓ پر ختم ہوتی ہے، یعنی اس پہلے راوی ابن عباسؓ ہیں، جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّين کہ مولیٰ اسے دین اسلام کا فقیہ بنائیو، اور یہ حقیقت ہے کہ ابن عباسؓ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ پہلی مرتبہ ۹ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے، اور اگر یہ واقعہ ان کا چشم دید ہے جیسا کہ آپ کے بلا واسطہ اس روایت کو بیان کرنے سے مترشح ہوتا ہے۔ اور جس کے خلاف کوئی عقلی یا نقلی دلیل بھی نہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ماعز بن مالک کو کہ یہ انہی کو رجم کیئے جانیکا واقعہ ہے یقیناً ۹ھ کے بعد رجم کیا گیا ہے، اور سورۃ نور جیسا بیان ہوچکا ۵ھ تک نازل ہوئی اطرح ان دونو کے درمیان کم و بیش چار برس کا واقعہ ہے۔

الثبوت الثامن اس بات کی تائید میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کی حد قرآن مجید کی بیان کردہ حد یعنی سو دُرّوں کے نازل ہونیکے بعد بھی جاری کی ہے، دلیل ہشتم کے طور پر حضرت جابرؓ کی ایک روایت بھی ملتی ہے عن جابر ان رجلا زنی بامراة فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم بجلد الحد ثم اخبر انهٗ محصن فامر به فرجم۔ حضرت جابرؓ خود اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ فلم يعلم باحصانه فجلد ثم علم باحصانه فرجم۔ یعنی اس شخص کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ محصن ہے اس لئے اس پر تازیانے کی حد جاری کی گئی بعد میں جب اس امر کی توثیق ہوگئی کہ یہ محصن تھا تو اسے رجم کردیا گیا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دُرّوں کی حد نے رجم کی سزا کو منسوخ کردیا ہے، اگر مأة جلدة کا حکم رجم کا ناسخ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا تو بتلایئے جب اس مجرم کو تازیانے لگ چکے تھے پھر رجم کی آفت اس پر کیوں توڑی گئی ؟

الثبوت التاسع ثبوت ہشتم کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے ایک مفصل حدیث اپنے اصل الفاظ میں درج ہو چکی ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار معلٰی میں ایک نوجوان لڑکے اور کسی بیاہتا عورت کا مقدمہ پیش کیا گیا کہ ان کے باہمی ناجائز تعلّقات ہیں از بسکہ نوجوان غیر شادی شدہ تھا اس لئے اس پر سَو دُرّوں کی حد نافذ کی گئی اور عورت کہ محصنہ تھی رجم کی سزاوار ٹھیری یہ حدیث بجائے خود اس بات کا ثبوت ہے کہ مأتہ جلدہ کے حکم کے نزول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محصن زانی پر رجم کی سزا کا نفاذ فرمایا ہے۔ اور مائۃ جلدہ والی آیت حکم رجم کی ناسخ نہیں، دلیل کی سند بالکل صاف، واضح اور غیر مشتبہ ہے، جیسا بیان ہُوا حضور علیہ السّلام کے سامنے فیصل ہونیکے لئے ایک مقدمہ پیش ہوتا ہے جس میں ایک مجرم غیر محصن ہے اور دوسرا محصن حضور حکم الٰہی سے غیر محصن کے لئے مائۃ جلدہ اور محصن کے لئے رجم کی سزا کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ معلوم ہُوا جس وقت رجم کی سزا کا نفاذ ہوتا ہے اس سے پہلے مائۃ جلدہ کا حکم قرآنی نازل ہو چکا تھا۔ اگر کہا جائے کہ حضورؐ نے سَو دروں کی سزا اپنے قیاس سے دی تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اوّل تو دروں کی سزا کا قیاس حضورؐ نے کیونکر کیا جبکہ نہ ملک میں سزا کی یہ صورت رائج تھی نہ شریعت موسویہ میں اس کی کوئی اصل ملتی ہے، اور پھر دُرّے بھی کم نہ زیادہ ٹھیک سَو جو عین شرعی حد ہے جو سورۃ نور میں وضاحت سے بیان ہو چکی ہے، اور پھر یہ کہ قیاس و رواج کا اس فیصلہ میں حتماً کوئی دخل نہیں کیونکہ نہ صرف یہ کہ مقدمہ کا فیصلہ چاہنے والے یہ چاہتے تھے کہ فیصلہ ”شرع محمدیؐ“ سے ہو نہ کہ ”رواج“ وغیرہ کے مطابق بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ جسمی و روحی بھی فیصلہ صادر کرتے وقت فرماتے ہیں کہ یہ فیصلہ شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے۔ اس موقعہ پر یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ ”کتاب اللہ“ سے مراد شریعت موسویہ ہے کیونکہ ایک تو اسلامی علم کلام میں شریعت اسلامیہ اور کتاب اللہ کا اطلاق ایک شائع اور متعارف حقیقت ہے اور پھر نہ صرف توریت بلکہ طالمود وغیرہ میں بھی کہ موسوی شریعت کے مفصل ترین ماخذ ہیں اس نوعیت کی سزا کی کوئی اصل نہیں ملتی کہ ایک ہی مقدمہ میں پہلے محصن اور غیر محصن کا امتیاز قائم کیا جائے اور پھر غیر محصن سَو درے اور محصن رجم کا سزاوار ٹھیرے ÷

کس قدر جرأت زا بات ہے کہ ایک طرف تو رواج و شریعت ماقبل میں مائۃ جلدۃ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی سند نہیں ملتی اور دوسری طرف قرآن مجید میں صاف اور واضح الفاظ میں مائۃ جلدۃ کا اصل موجود ہے پھر بھی کہا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حکم الٰہی سے نہیں بلکہ کسی رواج کی پیروی یا شریعت ماقبل کے اتباع میں مائۃ جلدۃ کا حکم نافذ فرمایا ہوگا۔ غرض یہ ایک دور کی دلیل ہے کہ آیت الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ سے حکم رجم منسوخ ہے، اور ذوق سلیم اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ صداقت یہی ہے کہ حضورؐ نے جب یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ محصن مرتکب زنا کو رجم کیا جائے تو اسوقت مائۃ جلدۃ کا قرآنی حکم نازل ہو چکا تھا۔ اور اس آیت نے رجم کے حکم کو منسوخ نہیں کیا ؛

المقتبسات والملتقطات

رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کتب ہنود میں

بھوشیہ پران کھنڈ تین شلوک ۳ ۵ میں یہ لکھا ہے۔ ”اتنے میں ایک اچاریہ (گورو) محامد (محمد صلعم) کے نام سے مشہور اپنے چیلوں کے ساتھ آیا۔ راجہ نے عرب دیش کے رہنے والے مہادیو (دیوتاؤں کا دیوتا یعنی سب سے بڑا دیوتا) کو پنج گویہ سے ملے ہوئے پانی کے ساتھ اشنان کرایا۔ اور چندن وغیرہ سے اس کی پوجا کر کے من میں ایشور سے پرارتھنا (دعا) کی۔ بھوج راج بولا۔ عرب دیش کے باسی (ملک عرب کے رہنے والے) پاربتی کے ناتھ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاوند) تجھ کو میرا نمسکار (سلام) ہو۔ ہے ایشور کے اتینت پیارے بھگت (محبوب خدا) تجھے میرا بار بار نمسکار ہو تو مجھ کو اپنی سیوا (خدمت) میں آیا ہؤا بھگت جان۔ اسی طرح راجہ کے بچن (قول) کو سُنکر محامد (محمد صلعم) نے راجہ کو اشیرباد (دعا) دی اور کہا۔ راجہ ایشور (خدا) تیرا کلیان کرینگے (مرادیں برلائیں گے)۔ اب غور کیجئے اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک صاف الفاظ میں ہے اور حضور پُرنور کو مہادیو کے نام سے پکارا گیا ہے یعنی سب سے بڑا دیوتا۔ اور انہیں خداوند تعالیٰ کا محبوب ظاہر کیا گیا ہے اور ان کے سامنے ادب سے سلام کیا گیا ہے .... کیا یہ باتیں مزید کسی تشریح کی محتاج ہیں اس تعلیم کی موجودگی میں رسالت مآب کی شان مبارک میں بے ادبی سے کام لینا کہاں تک بجا اور روا ہے پھر اور سنئے۔ بھوشیہ پران پرتی سرگ پرب ” راجہ بھوج کو دیوتا کا سروپ بنا کر خواب میں یہ بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتلائی کہ ایسے لوگوں کو جن کا ختنہ کیا گیا ہو۔ چوٹی نہ رکھتا ہو، لمبی داڑھی والا، بانگ دینے والا میرا آدمی ہوگا۔ اگر ایسا آدمی ہندوستان میں آئے تو اُسے بے روک ٹوک ہندوستان میں آنے دینا چاہیئے اور سب جگہ پھرنے دینا چاہیئے *

ویدوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہما گائی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "وہ ہر مقدس رسم کا مربی رعد والا، نہایت تعریف کیا گیا اندر، قلعوں کا توڑنے والا، جوان عقیل، بے انداز قوت کا پیدا کیا گیا۔ تو نے اے پتھر رکھنے والے کے گایوں سے مالا مال گڑھے کو پھاڑا، یہ دیوتا دباتے ہوئے تیرے پہلو میں آئے اور خوف سے آزاد ہو کر انہوں نے تیری مدد کی، اُنہوں نے دعا کے بھجنوں کے ساتھ اس اندر کی شان بیان کی۔ جو اپنی قوت سے حکومت کرتا ہے۔ جس کے ہزاروں بلکہ اس سے بھی کہیں کثرت سے عطیے آتے ہیں" (سام وید دوسرا حصہ باب پنجم فصل اوّل پرپاٹھک ستم صفحہ ۱۲۵ مترجمہ بابو پیارے لال صاحب زمیندار بروڈھ۔ مطبوعہ ودیا ساگر پریس بروڈھ ضلع علی گڈھ) اب اس جگہ اس منتر میں جتنی تعریفیں کی گئی ہیں وہ سب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوبہو چسپاں ہوتی ہیں، مثلاً نہایت تعریف کیا گیا، یہ ترجمہ ہے آپکے نام مبارک محمدؐ کا، اور محمدؐ کے معنی ہی ہیں "بہت تعریف کیا گیا"، اور پھر پتھر رکھنے والا کرکے جو پکارا گیا ہے یہ آپکے حجر اسود کے نصب کرنے کی طرف صریح اشارہ ہے اور ایسا تاریخی واقعہ ہے کہ جس سے سب مؤرخ خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان یکساں اتفاق کرتے ہیں، گڑھا کھودنے والا، اس سے مراد خندق کا کھودنا ہے۔ یہ بھی حضور پُرنور کے متعلق اور تاریخ دانوں کے نزدیک خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان، مسلّم ہے۔ چنانچہ ۵ھ ہجری میں جب ابوسفیان دس ہزار کے لشکر جرار سے مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ اور شہر کے یہودی بھی سب عہد و پیمان توڑ کر دشمن کے حامی ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کی حفاظت کیلئے ایک خندق کھدوائی۔ غرضیکہ اس مذکورۃ الصدر منتر میں جس قدر آنیوالے مہارشی کے علامات اور نشانات بتلائے گئے ہیں وہ سب رسالت مآب پر ہی چسپاں ہوتے ہیں اور حضور پُرنور ہی اس کے مستحق ٹھیرتے ہیں * (نور)

کتابت حدیث روبروئے نبی کریم

مجمع الزوائد میں مروی ہے کہ آنحضرت نے خود ہی ارشاد فرما دیا اکتبوا ولا حرج یعنی لکھا کرو اب کوئی حرج نہیں اس واسطے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں فیہ الا مر بالکتابۃ وھو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد النهی فیکون ناسخاً (فتح الباری)

اب مجھے بالتفصیل یہ امر بتانا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود احادیث لکھوائیں اور لکھنے کا حکم دیا۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اور صحابہؓ نے اپنے زمانہ میں ہی حدیث کی کتابیں بھی لکھ رکھی تھیں۔

رسول اللہ نے حدیثیں لکھنے کا حکم دیا ہے

(۱) صحیح بخاری میں موجود ہے کہ آپؐ نے ایکدفعہ چند ایک احکام خطبہ میں ارشاد فرمائے۔ حاضرین میں سے ایک یمنی شخص نے عرض کی کہ مجھے اپنے ملفوظات لکھوا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اکتبوا لابی شاہ یعنی لکھنے والوں کو ارشاد فرمایا کہ اس کو لکھ دیجئے۔ (بخاری و مسلم) (۲) رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ ہم آپؐ سے سُنی ہوئی باتوں کو لکھ لیا کریں تو آپؐ نے فرمایا اکتبوا ولا حرج یعنی لکھ لو کچھ حرج نہیں ہے۔ (۳) عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ہر چیز (قرآن ہو یا حدیث) بغرض حفظ لکھ لیا کرتا تھا پھر مجھے بعض لوگوں نے شبہ ڈالا کہ رسول حالت غضب و رضا میں کلام کرتا ہے مَیں کچھ دنوں لکھنے سے رُک گیا، چنانچہ یہ تذکرہ مَیں نے آپؐ سے کر دیا تو آنجنابؐ نے فرمایا اکتب فوالذی نفسی بیدہٖ ما یخرج منہ الا حق۔ لکھا کر خدا کی قسم اس منہ سے سچ ہی نکلیگا (دارمی صفحہ ۴۹) (۴) عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کی حدیثیں لکھنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا اکتب فوالذی نفسی بیدہٖ ما یخرج منہ الا حق (ابوداؤد دارمی) لکھا کر میری جان پیدا کرنے والے کی قسم ہے اس منہ سے سچ ہی نکلیگا۔

رسول خدا نے اپنے ملفوظات خود لکھوائے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائع اور مشتری کے لئے احکام علاء صحابی کو لکھوا کر دئیے۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں کتب لی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھٰذا ما اشترٰی۔ (بخاری) اور یہ تحریر صحابی لوگوں کو دکھایا کرتے اور پڑھ پڑھ کر سُنایا کرتے تھے (ترمذی) اور یہ تحریر محدثین تک محفوظ پہنچی (استیعاب صفحہ ۱۱۶ ج ۳)

(۲) صحیح بخاری و مسلم میں مشہور روایت ہے کہ وفات سے قبل آپؐ نے فرمایا کہ قلم دوات کاغذ مجھے بھیج دو مَیں تمھیں ایک کتاب لکھ دوں۔ اگر لکھنا منع ہوتا تو صحابہؓ کہتے کہ حضور آپؐ نے تو بند کر دیا ہے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل متعلقہ قتل و دیت ہر قبیلہ کو لکھوا کر بھیجے اور یہ مسئلہ بھی اسی صحیفہ میں لکھا کہ جو دوسرے کے آزاد کردہ غلام کا مالک بن جاوے وہ ملعون ہے۔ (صحیح مسلم)

(۴) فتح الباری میں بحوالہ عبد الرزاق مروی ہے۔ کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اھل الیمن ان یؤخذ من العسل العشر کہ آپ نے یمن والوں کو حکم لکھا کہ شہد سے دسواں حصہ لیا جائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضورؐ نے خود حدیثیں لکھوا کر بھیجیں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ و نجاشی اور ہر ایک جبار کی طرف دعوت نامے لکھوا کر ارسال فرمائے۔ جن میں صرف قرآن نہ تھا بلکہ ساتھ ملفوظات رسول بھی تھے۔ (۲) یمن میں جرش والوں کو مسئلہ لکھوا کر بھیجا کتب الیٰ اھل جرش ینھاھم عن خلیط التمر والزبیب۔ (۳) آنحضرت علیہ السلام نے وفات سے ایک ماہ قبل ایک قبیلہ کو اپنی یہ حدیث خود لکھوا کر بھیجی۔ عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں اتانا کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تنتفعوا من المیتۃ (الحدیث) یعنی رسول اللہ کی کتاب (خط) ہمارے پاس آیا اس میں یہ لکھا تھا کہ مردار سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ (منتقیٰ ص۸)

رسولؐ نے زندگی میں حدیث کی کتابیں لکھوا کر صحابہ کو دیں

(۱) وائل بن حجر کہتے ہیں کہ مجھ کو حضورؐ نے تین کتابیں لکھوا کر دیں جن میں نماز، زکوٰۃ، ربا، بیع، نکاح، شعائر، حقوق یتامےٰ، حرمت نشہ وغیرہ کے مسائل مسطور تھے اور یہ تینوں کتابیں حضرت وائل کے پاس موجود تھیں (طبرانی صغیر ص۲۴۲) (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری مرض میں اپنی تمام احادیث متعلقہ زکوٰۃ ایک کتاب میں لکھوا دیں جس کا نام کتاب الصدقہ ہے۔ مقصود لکھانے سے یہ تھا کہ ہر جگہ ملازمین کو بھیجی جاوے مگر تھوڑے عرصہ بعد جنابؐ وفات پاگئے۔ اور یہ کام حضرت صدیقؓ نے کیا۔ حضرت عمرؓ بھی اسی کتاب پر عامل رہے اور پھر یہ کتاب آل عمر کے پاس محفوظ رہی حتیٰ کہ امام زہری کو یہ کتاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے سالم نے دی اور انہوں نے اس نسخہ سے یہ کتاب حفظ کی (ابوداود)۔ (۳) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کی معرفت ایک کتاب لکھوا کر بھیجی جس میں تلاوت قرآن مجید، نماز، زکوٰۃ، طلاق، عتاق، قصاص، دیت وغیرہ فرائض و سنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل تھی۔ (نسائی ص۲۷۔ دارمی ص۳۱۔ منتقیٰ ص۲۵۸)

صحابہ کرام نے حدیثیں لکھیں

(۱) بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ماکتبنا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا القراٰن ومافی ھٰذہ الصحیفہ ہم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید اور اس صحیفہ کے سوا کچھ نہیں لکھا اور اس صحیفہ میں مسائل حدیثیہ تھے جن کی تفصیل کیلئے دیکھو صحیح مسلم ص۴۴۲ و ۴۹۵ ج۱۔ ص۴۶۱ ج۱) (۲) حضرت ابوہریرہ کے پاس بہت سی کتابیں حدیث رسول کی موجود تھیں اور وہ فرماتے ہیں ھٰذا ھو مکتوب عندی (فتح الباری پ۱) اور وہ کتابیں آگے پڑھایا سکھایا کرتے۔ چنانچہ دارمی میں بشیر بن سے مروی ہے کہ انہوں نے تمام حدیثیں لکھ کر علیٰحدگی کے وقت سب کو سُنا کر پوچھا ھٰذا اما سمعت منک قال نعم یعنی یہی وہ حدیثیں ہیں جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مَیں نے آپ سے سُنیں آپ نے تصدیق فرمائی۔ (۳) حضرت معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ جو حدیث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے وہ مجھے لکھ کر دو۔ چنانچہ انہوں لکھ کر بھیجی۔ دیکھو بخاری و مسلم۔ دو دفعہ ایسا ہی ہُوا۔ (۴) فاطمہ بنت قیس صحابیہ نے حدیث بیان کی تو ابو سلمہ فرماتے ہیں:۔
قال ابوسلمۃ کتبت ذٰلک (الحدیث) من فی فاطمۃ (صحیح مسلم صفحہ ۴۸۴)

صحابہ نے اپنی اولاد کو احادیث بالسند لکھنے کی تاکید کی

خطیب بغدادی اپنی کتاب شرف اصحاب الحدیث میں روایت کرتے ہیں۔ ان انسا امر النضر وابا موسیٰ ابنیھما بکتابۃ الحدیث والاسناد عن النبی وتعلمھا۔ یعنی حضرت انس نے اپنے دونوں بیٹوں کو باسند حدیث رسول لکھنے کا حکم کیا۔

(۲) حضرت علی فرماتے ہیں اذا کتبتم الحدیث فاکتبوہ باسنادہ (رواہ الحاکم منتخب کنز جلد ۴)
ترجمہ۔ جب حدیث لکھو تو باسند لکھا کرو۔

حدیث کی کتابیں بخاری و مسلم سے پہلے بھی تھیں

صاحب کشف الظنون نے اپنی کتاب کی دوسری جلد میں صحیح بخاری و مسلم سے قبل لکھی ہوئی کتابوں میں سے تین کتابوں کے نام بھی لکھے ہیں سنن ابن جریج۔ سنن ابن اسحاق۔ سنن ابن قرۃ ۞ (اشتہار اہل حدیث)

مرتک شرادھ اور ہنود

آریہ۔ بیشک مانس شبد کا ارتھ گوشت اور پھلوں کا گودا بھی ہے۔ اور پشو کا ارتھ بارک بھی۔ لیکن یہ ارتھ پرکرن کے مطابق ہی ہو سکتے ہیں۔ جہاں صرف مانس شبد آیا ہو۔ وہاں اُچت انوچت کا وچار کرکے دونو میں سے کوئی ایک ارتھ کیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں جانوروں کا نام لیکر اُن کے مانس کا ذکر ہو۔ وہاں اس کا ارتھ پھلوں کا گودا کیسے ہو سکتا ہے؟ منو سمرتی ادھیائے ۳۔ شلوک ۲۶۸ سے ۲۷۲ تک ملاوٹی شلوک جو کورم پوران اترا ودھ ادھیائے ۲۰ سے لیکر ڈالے گئے ہیں۔ اُن میں پشوؤں کا نام لیکر اُن کے مانس سے پتروں کی ترپتی لکھی ہے۔ وہاں پھلوں کا گودا ارتھ کیسے ہو سکتا ہے۔ دیکھئے:۔

द्वौ मासौ मत्स्य मांसेन त्रीण मासान्‌ हरणेनतु और भ्रेणच चतरः
शाकुनेनाथ पंचवै चन्भासां च्छग मांसेम पाषीते न
चतरख्बे अष्टाविन सामांसेन रौ रवेन नवैव तृदप्ता मासान्‌

Digitized by Khilafat Library Rabwah

दच्यन्ति वराह महि षा मिषैः। प्राशा कूर्मयोस्तु मांसेन मासेने कादपौं
वत् संवत्सरेतग व्येन यरास्ता पोयसेन चा चा श्रीन सस्व मो सेन
तृप्ति द्वी दशावार्ष की कान शाक यहापात्को खड्ग लोहा मि बंमचु
अन न्यायैव वृघन्ति मुन्भवे नच सवेश :।

ارتھ:- مچھلی کے مانس سے دو ماہ ہرن کے مانس سے تین ماہ بھیڑ کے مانس سے چار ماہ۔ اور شکن پرندہ کے مانس سے چار ماہ ترپت ہوتے ہیں۔ بکرے یاد داشت جنگلی جانور این مرگ اور رود مرگ ان چاروں کے مانس سے سلسلہ وار چھ سات آٹھ اور نو ماہ پتروں کی ترپتی ہوتی ہے۔ سوئر اور بھینسے کے مانس سے دس ماہ۔ خرگوش اور کچھوے کے مانس سے گیارہ ماہ پتروں کی ترپتی ہوتی ہے۔ گائے کے دودھ اور گھیر سے اور وادھرینس نام کے پشو کے مانس سے بارہ سال کی ترپتی ہوتی ہے۔ کال شاک مہا شلک نام کی مچھلیوں۔ گینڈے اور لال بکرے کے مانس سے ایسے ہی منیوں کے ان (سوانگ) سے پتروں کی اننت کال تک ترپتی ہوتی ہے۔

(پرکاش ۷ر اکتوبر ۱۹۳۴ء)

سومنات کا مندر

مذہبی روایات کے مطابق مندر سومنات مہادیو کی پرستش کے لئے مہابھارت کے زمانہ میں تعمیر ہوا تھا۔ ہندوستان میں مہادیو کے جو مشہور بارہ جیوتی لنگ ہیں اُن میں سے ایک لنگ مندر سومنات میں نصب تھا۔ مصنّف روضۃ الصفاء نے اس مندر کا حال حسب ذیل الفاظ میں قلمبند کیا ہے۔

سومنات ایک بت کا نام ہے۔ جسے ہندو بہت متبرک سمجھتے ہیں یہاں دُور دُور سے زائرین بکثرت آتے ہیں۔ مندر کے متعلق دس ہزار گاؤں معافی میں ہیں اور مندر کے خزانہ میں اسقدر دولت ہے کہ کسی بادشاہ کے خزانہ میں نہ ہوگی۔ بُت کی خدمت کے لئے دو ہزار برہمن مقرر ہیں۔ اس کے گھنٹہ کی زنجیر دو سو من وزنی خالص سونے کی ہے مندر میں دو سو راشگر پانچسو کنیزیں اور تین سو خدمتگار ملازمین ہیں دریائے گنگا دہلی کے مشرق میں قنوج کے قریب اور سومنات سے سیکڑوں کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن پھر بھی اس کا پانی خاص انتظام سے فراہم کرکے روزانہ بُت کو غسل دیا جاتا ہے۔
سلطان محمود غزنوی نے ۱۲۔ اکتوبر ۱۰۲۵ء کو تیس ہزار فوج لیکر ہندوستان پر حملہ کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اجمیر و انہل واڑہ وغیرہ فتح کرتا ہُوا جنوری سنہ ۱۰۲۶ء میں سومنات کے قریب پُہنچ گیا ہندوؤں نے اس مقام پر محمود کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ لیکن انہیں شکست ہوئی۔ صاحب "روضۃ الصفا" کے الفاظ میں مندروں کی چاروں طرف تقریباً پچاس ہزار ہندو قتل ہوئے۔ مندر فتح کرنے کے بعد جو کچھ واقعہ گذرا البیرونی نے تاریخ ہند میں اس طرح لکھا ہے۔

محمود نے بُت کے بالائی حصّہ کو توڑ ڈالا اور "بقیہ" حصّہ کو غزنی بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ اوپر کا حصّہ شہر کے باہر دوڑ کے میدان میں پھکوا دیا گیا اور دوسرا ٹکڑا جامع مسجد غزنی کے دروازے کے سامنے ڈالا گیا۔

سلطان محمود غزنوی مندر کا ساز و سامان تو اپنے ساتھ غزنی لے گیا لیکن تاریخ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ اس نے بُت توڑنے کے علاوہ مندر کی عمارت کو کسی قسم کا نقصان پُہنچایا۔

محمود غزنوی کے چلے جانے کے بعد ایک نومسلم راجپوت سردار مٹھا خان نے مندر سومنات کو برباد کر دیا تھا۔ لیکن گیارھویں صدی کے وسط میں انہل واڑہ کے راجہ بھیم دیو نے مٹھا خان کو شکست دیکر سومنات پٹن سے نکال دیا اور مندر کو از سرِ نو تعمیر کرا دیا۔

سنہ ۱۱ء میں سدھ راج جے سنگھ نے مندر سومنات کی جاترا کی تھی۔ اس وقت بھیم دیو کا بنوایا ہُوا مندر نہایت عمدہ اور مستحکم حالت میں تھا۔ سومنات پٹن کے مندر بھدر کالی سے سنہ ۱۱۳۴ء کا ایک کتبہ برآمد ہُوا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سدھ راجہ جے سنگھ کے دربار میں برہسپتی نام کا ایک برہمن اپنے آپ کو نندیشور کا اوتار کہتا تھا۔ سدھ راج کی وفات پر اس کے جانشین کمار پال برہسپتی برہمن کو مندر سومنات کا پردھان پجاری بنا دیا۔ اور اس کے ذاتی مصارف کے لئے بہت بڑی جاگیر دی۔ اس برہمن نے مندر سومنات کے جنوب شمال میں قلعہ بندی کرائی اور اس کے قریب ایک نیا مندر "راج مندر" کے نام سے تعمیر کرایا دیسال پٹن سے سنہ ۱۲۶۴ء کا ایک اور کتبہ برآمد ہُوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پربھاش پٹن کے غنی راج اور دوسرے مہاجنوں نے مندر سومنات کے گرد ایک دیوار بنوائی اور شمال رُخ ایک پھاٹک تعمیر کرایا۔

سنہ ۱۲۹۸ء میں مسلمانوں نے سومنات پر حملہ کیا لیکن اس مرتبہ انہوں نے مندر کو کوئی نقصان نہیں پُہنچایا۔ ۱۳۶۲ء میں گجرات کے صوبہ دار مظفر خان نے گرد نواح کے تمام ہندو راجاؤں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے حَکَم مقرر فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال پیش ہو۔ کہ تمھارے حَکَم ہونیکا ثبوت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جس زمانے میں حَکَم آنا چاہیئے تھا۔ وہ زمانہ موجود ہے۔ اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حَکَم نے اصلاح کرنی تھی۔ وہ قوم موجود ہے۔ اور جن نشانوں نے اس حَکَم پر گواہی دینی تھی۔ وہ نشان ظہور میں آ چکے ہیں۔ اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے۔ زمین نشان ظاہر کر رہی ہے۔ اور مبارک وہ ہیں۔ جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا۔ کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ۔ بلکہ مَیں کہتا ہوں۔ کہ اگر مَیں حَکَم نہیں ہوں۔ تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو۔ میرے مقابل پر جو اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں۔ اور سب بحثیں نکمّی ہیں۔ صرف حَکَم کی بحث میں ہر ایک کا حق ہے۔ جس کو مَیں پورا کر چکا ہوں۔ خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں (۱) مَیں قرآن شریف کے معجزے کے ظِلّ پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اُس کا مقابلہ کر سکے۔ (۲) مَیں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (۳) مَیں کثرتِ قبولیّت دُعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں۔ کہ میری دُعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں۔ اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔ (۴) مَیں غیبی نشان کا ثبوت دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں ⁂ ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مُدّت ہوئی کسوف[1] و خسوف رمضان میں ہو گیا۔ حج بھی بند ہوا۔ اور بموجب حدیث کے طاعون[2]

---

[1] حدیث کی مشہور کتاب سنن الدار قطنی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۳۱۰ھ کی جلد اوّل کے صفحہ ۱۸۸ پر لکھا ہے کہ
انّ لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان و تنکسف الشّمس فی النّصف منہ ولم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض
ہمارے مہدی کیلئے دو نشانیاں ہیں۔ جو کہ نہیں ہوئیں اسوقت سے جبکہ آسمان اور زمین پیدا کیئے گئے یعنی یہ کہ گرہن لگے گا چاند کو پہلی رات میں رمضان سے اور سورج کو اس کے درمیان ہیں۔ اور یہ دونوں نشان نہیں واقع ہوئے جب سے کہ آسمان زمین پیدا ہوئے ہیں ؂

[2] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المدینۃ یأتیھا الدجّال فیجد الملٰئکۃ یحرسونھا فلا یقربھا الدجّال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکست دیکر مندر سومنات کے بُت کو توڑ ڈالا۔ اس کے بعد جب احمد شاہ ۱۴۱۳ء میں جوناگڈھ کے راجہ کو شکست دیکر احمد آباد واپس ہُوا تو اس نے مندر سومنات کو منہدم کرکے اسکی جگہ ایک شاندار جامع مسجد بنادی، اور اس کے سامنے جو تالاب تھا اُسے پاٹ کر میدان کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ جامع مسجد کے احاطہ میں اب بھی مندر کی ٹوٹی پھوٹی مورتیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد اندور کی مہارانی اہلیہ بائی نے سومنات مہادیو کا نیا مندر تعمیر کرادیا۔ مگر اُسے وہ عظمت و شان حاصل نہ ہوئی ۔ (حقیقت لکھنؤ)

حقیقت و مجاز

ہر ایک اصطلاح کی حقیقت اور مجاز الگ الگ ہوتے ہیں:۔

"مثلاً لفظ صلوٰۃ اصطلاح شریعت میں ارکان مخصوصہ کے لئے حقیقت ہے اور شریعت کو جاننے والا اپنی گفتگو میں اگر لفظ "صلوٰۃ" کو صرف عام دُعا کے معنیٰ میں استعمال کرے تو یہ استعمال مجاز ہوگا۔ کیونکہ اس نے اصطلاح شریعت یعنی ارکان مخصوصہ (نماز) کے لئے جو لفظِ "صلوٰۃ" وضع کیا گیا تھا اُسے اس کے مقام اصلی سے ہٹا کر صرف دعا کے لئے استعمال کیا تو اصطلاح شریعت کے لحاظ سے یہ مجاز ہُوا اگرچہ لغت کے اعتبار سے یہ حقیقت ہی ہے۔" مختصر المعانی بحث حقیقۃ و مجاز

پس ایک اصطلاح کے اعتبار سے کوئی حقیقت ہے تو کسی دوسری اصطلاح کے لحاظ سے وہ مجاز ہے۔ اسی طرح جو کسی اصطلاح میں مجاز ہے۔ اس کا دوسری اصطلاح میں حقیقت بن جانا ممکن ہے۔ پس اس نقطۂ نظر سے حقیقت و مجاز کی چار قسمیں کی گئی ہیں:۔

لغوی[۱] شرعی[۲] عرفی خاص[۳] عرفی عام[۴]

پس حقیقت لغوی و عرفی الگ ہے اور حقیقت شرعی الگ ہے۔ ان سب کو گڈ بڈ کرنے سے تمام حقائق برباد ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اصطلاح شریعت ایک مستقل چیز ہے۔ کلام الٰہی نے جو لفظ کسی خاص معنیٰ کیلئے استعمال کیا ہے وہ حقیقت شرعی ہے اُسے زبردستی حقیقت لغوی و عرفی کے ماتحت کھینچ لینا خطرناک تحریف معنوی کا ارتکاب ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ کُن قانون عام ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ:۔

"موضوعاتِ شرعیہ مثلاً صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ صوم۔ حج۔ یہ سب الفاظ جن معانی میں شریعت نے استعمال کیئے ہیں اپنے دائرہ میں حقیقت ہیں اگرچہ لغت کے اعتبار سے مجاز ہیں۔"

(اتقان فی علوم القرآن جلد دوم)

(بہائی میگزین)

221

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ملک میں پھیلی۔ اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جن کے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں جن کا میں نے ذکر نہیں کیا۔ ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں۔ اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے۔ کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا۔ وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا۔ جو میرے ذمہ تھا۔ اور یہ باتیں میں اپنی کتابوں میں کئی مرتبے لکھ چکا ہوں۔ (منقول از ضرورت امام مطبوعہ مطبع کریمی لاہور دسمبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۴ تا صفحہ ۲۶)

یاد رہے۔ کہ جو شخص اُترنے والا تھا۔ وہ عین وقت پر اُتر آیا۔ اور آج تمام نوشتے پورے ہوگئے تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانے کا حوالہ دیتی ہیں۔ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں مسیح موعودؑ کا آنا ضروری تھا۔ ان کتابوں میں صاف طور پر لکھا تھا۔ کہ آدمؑ کے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئیگا۔ سو چھٹے ہزار کا اخیر ہوگیا۔ اور لکھا تھا۔ کہ اُس سے پہلے ذوالسنین ستارہ نکلیگا۔ سو مدّت ہوئی کہ نکل چکا۔ اور لکھا تھا۔ کہ اس کے ایّام میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینے میں جو رمضان کا مہینہ ہوگا۔ گرہن لگے گا۔ سو مدّت ہوئی کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی۔ اور لکھا تھا۔ کہ اُس زمانے میں ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہو گی۔ اسکی خبر انجیل میں بھی

بقیہ حاشیہ ٭۔ قال ولا الطاعون انشاء اللہ۔ بخاری جلد ۴ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ مطبع دار الکتب العربیہ الکبریٰ صفحہ ۱۵۵۔ نبی کریم صلعم نے کہا۔ کہ مدینے کی طرف آئیگا۔ دجّال۔ پس دیکھے گا فرشتوں کو کہ حفاظت کرتے ہیں اس کی پس نہ نزدیک جائیگا اس کے دجّال اور نہ ہی طاعون اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ ایضاً۔ شیعوں کی کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۶۸ پر لکھا ہے۔ قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتّٰی یذھب من کل سبعۃٍ خمسۃٌ فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ یعنی امام مہدی علیہ السلام کے آنیکی نشانیاں دو قسم کی موتیں ہونگی۔ ایک سُرخ موت اور ایک سفید موت۔ یہاں تک کہ ہر سات میں سے پانچ مر جائینگے۔ سُرخ موت تلوار کی موت ہوگی۔ اور سفید موت طاعون کی موت ہوگی۔ ایضاً۔ کتاب الغاشیہ عن الفتن الخالیہ والغاشیہ مؤلفہ سیّد عبد الحی مطبوعہ مطبع بدیعی ۱۳۰۱ھ کے صفحہ ۳۴۹ پر لکھا ہے۔ جعفر صادق نے کہا ہے۔ مہدیؑ ظاہر نہ ہونگے۔ جب تک لوگوں کو خوف شدید نہ ہو۔ طاعون نہ ہو۔ سخت فتنے زلزلے بلائیں نہ پہنچیں۔ عرب میں تلوار چلے۔ لوگوں میں اختلاف پڑے۔ دین میں تشتت ہو۔ صبح شام موت کی آرزو کریں۔ آدمی کو آدمی کھانے لگے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجود ہے۔ سو دیکھتا ہوں۔ کہ طاعون نے ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور قرآن شریف احادیث اور پہلی کتب میں لکھا تھا۔ کہ اس زمانے میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی۔ جو آگ سے چلیگی۔ اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائینگے۔ اور یہ آخری حصے کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ سو وہ سواری ریل ہے۔ جو پیدا ہو گئی۔ اور لکھا تھا۔ کہ وہ مسیح موعودؑ صدی کے سر پر آئیگا۔ سو صدی میں سے بھی اکیس۲۱ برس گذر گئے۔ اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہیں۔ بلکہ تمام نبیوں کو رد کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا۔ تو اس کے لئے بہتر تھا۔ (منقول از تذکرۃ الشہادتین ایڈیشن دوم صفحہ ۲۲)

اس صدی کا مجدّد کون ہے؟

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا یعنی ضرور اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا رہیگا اُمت محمدیہ کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدّد جو اُن کے دین کو تازہ کریگا۔

(سنن ابوداؤد جلد ۲ کتاب الفتن صفحہ ۲۴۱)

مذکورہ بالا حدیث کے صحیح اور معتبر ہونے کا پہلا ثبوت تو یہ ہے۔ کہ یہ ابوداؤد میں آئی ہے۔ جو صحاح ستہ میں سے ہے۔ اور دوسرا ثبوت یہ ہے۔ کہ اس کی صحت کو ہر زمانہ کے علماء نے تسلیم کیا ہے۔ اور قریباً سب بڑے بڑے استادانِ حدیث نے اس کے صحیح ہونے کی شہادت دی ہے چنانچہ مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں لکھا ہے۔ ھٰذَا الْحَدِیْثُ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی تَصْحِیْحِہٖ مِنْھُمُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الْمَدْخَلِ وَمِمَّنْ نَصَّ عَلٰی صِحَّتِہٖ مِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ۔ یعنی حدیث کے حافظ اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کرتے ہیں۔ از انجملہ امام حاکم نے "مستدرک" میں اور امام بیہقی نے "مدخل" میں اس کا صحیح ہونا ظاہر کیا ہے۔ اور پچھلے اماموں میں سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی صحت بیان کی ہے۔ اس کے بعد مرقاۃ الصعود میں جو ابوداؤد کی نہایت مستند شرح ہے۔ اس حدیث کے متعلق پہلے بزرگوں کے اقوال درج کیئے گئے ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

۱۔ "حاکم نے مستدرک میں ابن وہب سے اس نے یونس سے اُس نے زہری سے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ زہری نے کہا۔ جب پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے اس اُمت پر عمر بن عبد العزیز رحؒ (خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا۔ یعنی ان کو پہلی صدی کا مجدّد بنایا۔ حافظ ابن حجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں کہ زہری کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث اس (تابعیوں کے) زمانہ میں بھی مشہور تھی۔ اس سے اس حدیث کی سند کے قوی ہونے کا پتہ لگتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی سند راویوں کے لحاظ سے بھی نہایت قوی ہے۔"

۲۔ "ابو بکر بزار رحؒ نے کہا ہے۔ کہ میں نے عبدالمالک سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چل پڑا۔ تو میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ کو دیکھا۔ کہ وہ حضرت امام شافعی رحؒ کی بہت تعریف کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس امّت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسا شخص پیدا کریگا۔ جو دین کو قائم کریگا۔ سو پہلی صدی پر عمر بن عبدالعزیز ہوئے۔ اور مجھے امید ہے کہ دوسری صدی کے مجدّد امام شافعی رحؒ ہونگے۔"

۳۔ "امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ سے نقل کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر لوگوں کی اصلاح کے لئے ایسا شخص مقرر کریگا۔ جو انہیں احکام دین سکھائیگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو باتیں غلط طور پر منسوب کیجاتی ہیں۔ ان کو دور کریگا۔ ہم نے اس کے مطابق غور کیا۔ تو پہلی صدی میں عمر بن عبدالعزیز اور دوسری میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔"

۴۔ مجمع البحار جلد اوّل صـ۱۶۷ میں لکھا ہے۔ "کہ تیسری صدی کے مجدّد امام ابوالحسن اشعری اور چوتھی کے امام اسفرائینی تھے۔"

۵۔ شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ پانچویں صدی کے مجدّد حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور چھٹی صدی کے امام فخر الدین رازی اور ساتویں کے شیخ تقی الدین ہیں۔ (مرقاۃ الصعود زیر حدیث مجدّد)

۶۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحؒ نے "اسباب" میں لکھا ہے۔ کہ آٹھویں صدی کے مجدد امام بلقینی رحؒ ہیں۔ اور نویں صدی کا مجدّد میں خود ہوں چنانچہ فرمایا:۔

وَقَدْ رَجَوْتُ اَنَّنِی اَلْمُجَدِّدُ ؞ فِیْهَا فَفَضْلُ اللّٰهِ لَیْسَ یُجْحَدُ

یعنی میں امید کرتا ہوں کہ اس صدی میں خدا تعالیٰ مجھے مجدد کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا انکار نہیں ہو سکتا

۷۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی نے "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" میں حدیث مجدّد کا ذکر کرکے تحریر فرمایا ہے "ہمچناں تا حال بر سر ہر مأۃ مجدّد پیدا شدہ است" یعنی آنحضرت صلی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ وسلم کے بعد سے اب تک ہر صدی کے سر پر مجدّد آتے رہے۔

۸۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے حجج الکرامہ میں گیارھویں صدی کا مجدّد حضرت مجدّد الف ثانی سرہندیؒ کو۔ بارھویں کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلویؒ کو۔ اور تیرھویں کا حضرت سید احمد بریلویؒ کو قرار دیا ہے۔ اور چودھویں صدی کے متعلق لکھا ہے "در سرِ مأۃ چہار دہم کہ دہ سال کامل آں را باقی ست اگر ظہور مہدی علیہ السّلام و نزول عیسیٰؑ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند" یعنی چودھویں صدی کے سر پر جس کے آنے میں ابھی پورے دس سال باقی ہیں۔ اگر مہدی و مسیح موعودؑ ظاہر ہو گئے۔ تو وہ چودھویں صدی کے مجدّد ہوں گے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

خلاصہ کلام یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدّد آتے رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیشگوئی نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوتی رہی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا اس چودھویں صدی کا مجدّد ابھی تک ظاہر نہیں ہُوا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدّد کے ظہور کا وقت صدی کا سر بتایا ہے۔ اور اب چودھویں صدی نصف سے بھی زیادہ گذر چکی ہے۔ پس ضرور ہے کہ اس صدی کا مجدّد ظاہر ہو چکا ہو لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ وہ کون ہے؟ اس کا جواب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السّلام کے مندرجہ ذیل ارشادات سے ملتا ہے:۔

۱۔ "جب تیرھویں صدی کا اخیر ہُوا۔ اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تُو اِس صدی کا مجدّد ہے۔" (کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ)

۲۔ "جیسا کہ اس کی قدیم سے سُنّت ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تجدید ایمان و معرفت کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور اس کی تائید اور فضل سے میرے ہاتھ پر آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اسکے ارادہ اور مصلحت کے موافق دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ اور حقائق و معارف بیان فرمائے جاتے ہیں۔ اور شریعت کے معضلات و مشکلات حل کئے جاتے ہیں۔ اور مجھے اُس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے۔ جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنیوالا ہے۔ مَیں اس کی طرف سے ہوں۔ اور اُس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں۔ اور اُس کے حکم سے کھڑا ہُوا ہوں۔ اور وہ ہر قدم پر میرے ساتھ ہے۔ اور وہ مجھے ضائع نہیں کریگا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالیگا۔ جبتک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کرلے جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ اس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور کے لئے مامور فرمایا ہے۔" (اربعین نمبر ۱ و ۲ صٓ)

223
Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت

کامیابی کیلئے تین ضروری چیزیں

انسانی کامیابی کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ اوّل۔ اعتقادات کی درستی۔ کہ خیالات کی درستی کے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ خیال کی حیثیت روشنی کی ہوتی ہے۔ اور اس کے بغیر انسان اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ دوسرے عمل کی درستی۔ عمل اگر درست نہو۔ تب بھی انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ عمل کی مثال ہاتھ پاؤں کی ہے۔ اگر ہاتھ پاؤں نہ ہوں۔ تب بھی انسان اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔ تیسرے محرک۔ اگر محرک نہ ہو۔ تب بھی انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ خیالات درست ہوں۔ عمل خواہ درست ہو۔ لیکن محرک موجود نہ ہو۔ تو انسان کے عمل میں استقلال نہیں پیدا ہوتا۔ استقلال جذبات کی شدت سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جب جذبات کمزور ہوں۔ تو انسان استقلال سے کام نہیں کر سکتا ؛

جماعت احمدیہ میں تین چیزیں

اب اے دوستو! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اور آپکے سینہ کو حق کیلئے کھولے۔ اگر آپ غور کریں۔ اور اپنے دل سے تعصب کے خیالات کو دُور کر دیں۔ اور ہار جیت کی کشمکش کو نظر انداز کریں۔ تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے دعویٰ کے وقت بھی اور آج بھی یہ تینوں باتیں مسلمانوں سے مفقود ہیں۔ اور صرف بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی بدولت یہ تینوں چیزیں جماعت احمدیہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ جو اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے۔ اور اس کی طرف سے مامور ؛

خیر خواہی اور بھلائی کی تڑپ

اے دوستو! مَیں کس طرح آپ کے سامنے اپنا دل چیر کر رکھوں۔ اور کس طرح آپکو یقین دلاؤں۔ کہ آپکی محبت اور آپکی خیر خواہی میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور اگر ایک طرف میرے ہر ذرۂ جسم پر اللہ تعالےٰ کی محبت قبضہ کیئے ہوئے ہے۔ تو دوسری طرف اُسی کے حکم اور اُسی کے ارشاد کے ماتحت آپ لوگوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخدمت جملہ معتمدین و امراء جماعتہائے احمدیہ

برادران کرام! السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ، مَیں آپکی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اپیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں جو حضورؑ نے ریویو آف ریلیجنز کے متعلق ان ایام میں فرمائی جبکہ جماعت کی تعداد چالیس پچاس ہزار تھی حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دُور کرکے دُنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کیلئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے مَیں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سوائے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمّت کرو۔ خدا تمہارے دل میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمّت کا ہے۔"

اب خیال فرمائیے کہ ان ایّام میں جماعت احمدیہ کا فرض تھا کہ ریویو کیلئے کم از کم دس ہزار خریدار بہم پہنچائیں تو اب جبکہ جماعت کے افراد کی تعداد بفضلہٖ کئی لاکھ ہے۔ کیا ہمارے لئے غور کی بات نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی تعداد چند سو ہو۔ اور ایک ہزار بھی نہ ہو۔ پس مَیں آپ سے باصرار مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں سعی بلیغ فرماکر ایک مہینے کے اندر اندر پانسو مزید خریدار مہیّا فرمائیں تاکہ اُردو ریویو آف ریلیجنز کا خرچ طباعت چل سکے ورنہ رسالہ کا جاری رہنا جبکہ اس پر ڈھائی ہزار قرض ہے آئندہ محال ہو جائیگا۔

صفحہ دوم ٹائٹل پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ناظر تالیف و تصنیف کا سفارش نامہ درج ہے اس کے مطابق ہر مقام پر خاص سعی کرکے خریدار بنائے جائیں اور مجھے براہ راست درخواستیں بھجوائیں۔

مصباح کی اشاعت کیلئے بھی اپنے گھروں میں کوشش فرمائیں۔

خاکسار منیجر و ایڈیٹر رسالہ اردو
ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن) لیمٹڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پچاس برس سے مشہور ولایتی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا وسیع کارخانہ

علاج رکھتے ہوئے کیوں تکلیف اُٹھا رہے ہیں

STAR
TRADE MARK
(REGD)

دب دمہ — R95

دمہ کی دوا

ایک ہی خوراک میں دمہ کو دبا کر آرام پہنچاتی ہے دمہ ریاحی مرض ہے "دب دمہ" بگڑے ہوئے ریاح کو سدھارتی ہے۔ دمہ خواہ کتنا ہی زور سے اٹھا ہو ایک یا دو خوراک پیتے ہی دب جاتا ہے جب تک دوا پی جاتی ہے دمہ زور نہیں کرتا کچھ دنوں لگاتار اس دوا کے پینے سے دمہ جڑ سے چلا جاتا ہے۔

دوسری دواؤں کے استعمال سے جو نا اُمید ہو گئے ہوں اس دوا کی ضرور آزمائش کریں کیونکہ یہ پچاس برس سے ہزاروں مریضوں کو آرام کر چکی ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ چھ آنہ ۱؎۶
ڈاک محصول تین شیشیوں تک ۷؍

R96 ڈابر دواؤں کے نمونہ کا بکس

کم قیمت میں (ہمارے یہاں کی) زود اثر دواؤں کی آزمائش ہو سکے اس لئے ہم نے مندرجہ ذیل چنندہ بارہ اقسام کی دواؤں کا بکس تیار کیا ہے:-

۱	کافو	(عرق کافور)
۲	پودن ہرا	(عرق پودینہ)
۳	جلابن	(جلاب کی گولی)
۴	دب دمہ	(دمہ کی دوا)
۵	لال شر	(لال شربت)
۶	کولاریا	(کولا ٹانک)
۷	پشٹینا	(مقوی باہ کی گولی)
۸	سربائینا	(درد سر یا ریاحی درد کی ٹکلی)
۹	رنگ رنگ	(داد کا مرہم)
۱۰	ہیلاک	(کٹے جلے وغیرہ کا مرہم)
۱۱	درد دانت	(دانت کے درد کی دوا)
۱۲	درد کان	(کان درد کی دوا)

قیمت فی بکس دو روپیہ ۲؎ ڈاک محصول ۱۰؍

نوٹ: ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں سے اور دواخانوں میں ملتی ہے۔ دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک۔ اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ گورداسپور میں شیخ محمد وارث رحمت اللہ مرچنٹ۔

(... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)